هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مستری اللہ رکھا مشین ساز
[illegible]

عید نمبر

۳ رمئی سنہ ۱۹۵۷ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

ہمیشہ فیروز سنز ٹرسٹ کے عکسی قرآن مجید کی تلاوت کریں

نمونہ قرآن مجید جوب قلم معرّا سائز ۲۲×۲۹/۸ حجم ۷۳۲ صفحات کاغذ سفید رسمی و بادامی ہدیہ ۸ روپے ۸ تا ۱۲ روپے

۳۳۷

سُورَةُ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِيٓ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ ... مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

حمائل شریف جیبی ۲۲×۲۹/۳۲ ۲۸۸ صفحات ہدیہ ایک روپیہ ۸ تا ۲ روپے

دعائے ماثورہ

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

حمائل شریف معرّا ۲۲×۲۹/۱۶ ۷۳۲ صفحات کاغذ سفید رسمی ہدیہ ۳ روپے ۸ تا ۴ روپے ۸

أَمْدَدْنٰكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝۶

منزل ۴

نمونہ قرآن مجید پونیہ معرّا سائز ۱۸×۲۲/۴ حجم ۷۳۲ صفحات کاغذ سفید چکنا ولایتی و بادامی ہدیہ ۵ روپے ۸ تا ۱۰ روپے

کتاب الحج۔ گھر سے لیکر اختتام حج تک تمام مناسک حج، ان کے ادا کرنے کے طریقے اور دعائیں، کاغذ سفید ولایتی۔ قیمت دو روپے ۸

دلائل الخیرات ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید ولایتی مجلد ۳ روپے۔ سفید رسمی ۲ روپے ۸

لاہور۔ ۶۰ مال روڈ۔ و کشمیری بازار
کراچی۔ بندر روڈ
پشاور۔ ۳۵ مال روڈ

فیروز سنز ٹرسٹ

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۲ | ۲-شوال المکرم ۱۳۷۶ھ مطابق ۳-مئی ۱۹۵۷ء | شمارہ ۵۱

عید الفطر

رمضان المبارک کا مہینہ اپنا دامن تمام دُنیوی اور اخروی برکات سے بھر کر ہم پر نچھاور کرنے کے لئے آیا - اس کے دن اور راتیں مبارک - ان دنوں اور راتوں کا ایک ایک گھنٹہ مبارک - ہر گھنٹہ کا ایک ایک منٹ اور سیکنڈ مبارک لیکن ان کے لئے جنہوں نے اللہ کی خوشنودی کے لئے دن کو بھوک اور پیاس برداشت کی اور رات کو قیام کیا - مگر ہماری قوم میں اس قسم کی خوش نصیب ہستیوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے - یہ حضرات جتنے بھی ہیں - جو بھی ہیں اور جہاں بھی ہیں وہ عید کی تقریب پر مبارک باد کے حقدار ہیں - ہم ان کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرکے ان سے درخواست کرتے ہیں کہ اس خوشی کے موقعہ پر باقی مسلمانوں کے لئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اگر آئندہ سال یہ مبارک مہینہ نصیب فرمائے - تو ان کو بھی اس کی برکات سے بہرہ اندوز ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے -

مسلمانوں کی اکثریت رمضان المبارک کی برکتوں سے محروم رہنے والوں کی ہے - ان کی بدبختی پر رمضان کا مبارک مہینہ مہر تصدیق لگا کر چلتا بنا - جن کو اللہ تعالےٰ نے حساس دل اور چشم بصیرت عطا فرمائی ہے - وہ ان کی اس حالت پر دل ہی دل میں کُڑھتے اور خون کے آنسو روتے ہیں - مگر بالکل بے بس ہیں - اس لئے کہ ؎

کریماں را بدست اندر درہم نیست
خداوندان نعمت را کرم نیست

جن کو اللہ تعالےٰ نے یہ احساس دیا ہے ان کے ہاتھ میں حکومت کا ڈنڈا نہیں اور جن کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے ان کو یہ احساس نہیں -

مسلمانوں کی اکثریت نے دل کھول کر رمضان کی بے حرمتی کی - ان میں سے بعض دوکانداروں اور خریداروں نے کھانے پینے کی دوکانوں کے سامنے پردے ڈال کر اللہ تعالےٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی حقیقت میں اُنہوں نے اللہ تعالےٰ کو نہیں بلکہ اپنے آپ کو دھوکہ دیا - وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَلٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ -

اگرچہ ان لوگوں کی حالت بھی قابل رحم ہے - لیکن یہ ان لوگوں سے یقیناً اچھے ہیں - جنہوں نے علی الاعلان خدا کے احکام کی خلاف ورزی بھی کی اور اس کے بندوں کی دلآزاری بھی - یہ کُھلّم کُھلّا شاہراہوں پر - گلی کوچوں اور بازاروں میں کھاتے پیتے رہے -

عید کے دن خوشیاں منانے میں یہی لوگ پیش پیش نظر آتے ہیں جنہوں نے مہینہ بھر خدا کے احکام اور آنحضرت صلعم کی سُنّت کا مذاق اُڑایا - جب انفرادی لحاظ سے اور من حیث القوم اللہ تعالےٰ ہم سے ناراض اور سرکارِ مدینہؐ ہم سے رنجیدہ خاطر - رمضان المبارک ہم سے خفا - پھر ہم اگر عید کی خوشیاں منائیں تو کس مُنہ سے - ان حالات میں ہمارا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ع

ہلالِ عید ہماری ہنسی اُڑاتا ہے

اور متواتر دس سال سے یہ ہماری ہنسی اُڑا رہا ہے - پاکستان بننے کے بعد پہلی عید ہمارے لئے خونیں عید تھی - آسمان سے موسلا دھار بارش اور زمین پر سنگینوں تیغ و تفنگ نے ہمارا استقبال کیا - ہمارے لٹے ہوئے اور زخم خوردہ قافلے جب پاکستان میں داخل ہوئے - تو یہاں سیلاب نے ہمارا ناطقہ بند کر دیا - ع

بہر زمیں کہ رسیدیم آسماں پیدا است

اس کے بعد جو عید بھی آئی اُس میں ہمارے لئے حقیقی خوشی کا سامان نہ تھا ہم اللہ اور اس کے حبیبؐ کی مخالفت میں بضد رہے اور اللہ تعالےٰ نے ہم پر طرح طرح عذاب نازل فرمائے - پارٹی بازی سیلاب - قحط کے آثار - یہ سب ہم پر مسلّط ہیں - ہم نے یہ سب کچھ دیکھا اور برداشت کیا - مگر اپنا راستہ نہ بدلا -

خُدا خُدا کرکے گزشتہ سال آئین کا مسئلہ بڑی مشکل سے طے ہُوا - اور پاکستان جمہوریہ اسلامیہ بن گیا - مگر دلوں میں وہی خدا کی مخالفت کا جذبہ رہا - قانونی کمیشن کے صدر کا انتخاب تو ہوگیا - مگر اراکین کے انتخاب میں دیر کی جا رہی ہے کہ شاید کوئی راہِ فرار مل جائے -

ان حالات میں ہمیں یہ دسویں عید آئی ہے - ہمارے دل سوگوار ہیں - پھر ہم عید کی خوشیاں کس طرح منائیں - ہماری عید تو اس دن ہوگی جس دن پاکستان صحیح معنوں میں جمہوریہ اسلامیہ بنے گا - جس دن ہم انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے اللہ تعالےٰ کو راضی کر لینگے - اس دن ہماری ہر گھڑی عید ہوگی - اے اللہ ایسی عید ہمیں جلد از جلد نصیب فرما - ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بٹالہ انجنیرنگ کمپنی کے ہڑتالی مزدور

لاہور میں چند دنوں سے ایک بہت بڑے کارخانہ بیکو میں مزدوروں کی بھوک ہڑتال جاری ہے، بعض مزدور اس حد تک کمزور ہو چکے ہیں کہ انہیں ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے - بعض کے اہل بھی ان کے ساتھ بھوک ہڑتال میں شریک ہیں - انہیں مزدوروں کی محنت سے یہ کمپنی کروڑوں روپیہ سالانہ کماتی ہے - یہی مزدور اپنے خون پسینہ سے خام لوہے کو سکّوں میں تبدیل کرکے مالکوں کی تجوریاں پُر کرتے ہیں - آج یہی مزدور لبِ سڑک نڈھال و نیم جاں ہوکر پڑے ہیں - مالکوں کی تانبے کی طرح چمکتی ہوئی پیشانیوں پر بل تک نہیں آیا - حکومت اس سلسلہ میں محض تماشائی معلوم ہوتی ہے - اور عام شہری حیران ہیں کہ کیا ہو رہا ہے - یہ دیکھ کر طبیعت کو قدرے سکون ہوا کہ صوبہ کی تمام سیاسی پارٹیاں ان کے حق میں ایک ہی پلیٹ فارم سے آواز بلند کر رہی ہیں خدا کرے ان کا یہ اتحاد دیرپا اور مستحکم ہو جائے -

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۸-رمضان ۱۳۷۶ھ ۱۹-اپریل ۱۹۵۷ء

اللہ تعالٰی کے دربار میں کامیاب ہونے والوں کی سات صفتیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام- ہر کلمہ گو کی یہ تمنّا ہے- کہ مَیں بارگاہِ الٰہی میں کامیاب ہو جاؤں- تاکہ دُنیا کی ذلت، قبر کے عذاب اور دوزخ کے عذاب سے بچ جاؤں- دوزخ کی آگ دُنیا کی آگ سے انہتر حصّے زیادہ گرم ہے- یعنی دُنیا کی آگ ایک حصّہ گرم ہے اور دوزخ کی آگ ستّر حصّہ گرم ہے- اور دوزخ کی آگ کی ایک یہ خصوصیت بھی ہے- کہ اس میں انسان کو موت نہیں آئے گی- ارشاد ہے-

(لَا یَمُوۡتُ فِیۡهَا وَلَا یَحۡیٰی ○

سورہ طٰہٰ رکوع ۳ پارہ ۱۶

ترجمہ- جس میں نہ مریگا اور نہ جئے گا-

ہر کام میں کامیابی کی شرائط

یہ قاعدہ کلیہ ہے- کہ ہر کام میں کامیابی کی کچھ شرطیں ہوتی ہیں- اسی قاعدے کی بنا پر دربار الٰہی میں کامیابی حاصل کرنے کی اٹھارھویں پارہ کی پہلی سورہ مومنون کے پہلے رکوع میں سات شرطیں بیان کی گئی ہیں- وہ پیش کرنا چاہتا ہوں- دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالٰی مجھے اور میرے سب کلمہ گو بھائی اور بہنوں کو ان شرطوں کو پُورا کرکے دُنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے-

پہلی شرط
ایمان

(قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ) سورہ المومنوں رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ- بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے- ایمان کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالٰی اور اس کے رسولؐ کی ہر بات دل سے مان جائے- ایسا ماننا کہ اگر ساری دُنیا کے بادشاہ اور بادشاہوں کے سب وزیر اور ساری دُنیا کے عقلمند اور ساری دُنیا کی انسانی آبادی مل کر متفقہ طور پر یہ کہے- کہ تمہارے قرآن مجید میں فقط یہ ایک چھوٹا سا فقرہ غلط ہے- تو یہ کہے- کہ تم سب جھوٹے ہو- اور میرا اللہ سچا ہے اور اس کا یہ فرمان صحیح ہے-

دوسری
نماز میں عاجزی کرنا

(اَلَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ○)

سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ- جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں-

"خشوع کے معنی ہیں- کسی کے سامنے خوف و ہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا- معلوم ہوتا ہے- کہ اصل خشوع قلب کا ہے- اور اعضائے بدن کا خشوع اس کے تابع ہے- جب نماز میں قلب خاشع خائف اور ساکن و پست ہوگا- تو خیالات ادھر ادھر بھٹکتے نہیں پھرینگے- ایک ہی مقصود پر جم جائیں گے- پھر خوف و ہیبت اور سکون و خضوع کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہوں گے- مثلاً بازو اور سر جھکانا- نگاہ پست رکھنا- ادب سے دست بستہ کھڑا ہونا- ادھر اُدھر نہ تاکنا- کپڑے یا داڑھی وغیرہ سے نہ کھیلنا- اُنگلیاں نہ چٹخانا اور اسی قسم کے بہت سے افعال و احوال لوازم خشوع میں سے ہیں- احادیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے منقول ہے- کہ نماز میں ایسے ساکن ہوتے تھے- جیسے ایک بیجان لکڑی- اور کہا جاتا تھا کہ یہ نماز کا خشوع ہے- فقہا کا اس میں اختلاف ہے- کہ آیا نماز بدوں خشوع کے صحیح و مقبول ہوتی ہے یا نہیں- صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ خشوع اجزا صلوٰۃ کے لئے شرط ہے- میرے نزدیک یوں کہنا بہتر ہوگا- کہ حُسن قبول کے لئے شرط ہے- واللہ اعلم بہرحال انتہائی فلاح اور اعلیٰ کامیابی ان ہی مومنوں کو حاصل ہوگی جو خشوع و خضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرتے ہیں"- انتہٰی ملخصاً من حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

تیسری
بیہودہ باتوں سے مُنہ موڑنے والے

(وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ○

سورہ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ- اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں-

یعنی فضول اور بیکار کاموں میں وقت ضائع نہیں کرتے- اور اگر کوئی دوسرا شخص بیہودہ بات کہے- تو ادھر سے منہ پھیر لیتے ہیں-

چوتھی
زکوٰۃ ادا کرنے والے

(وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ○

سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ- اور وہ جو زکوٰۃ دیتے ہیں-

یعنی وہ باقاعدہ ہمیشہ زکوٰۃ دینے والے ہیں- زکوٰۃ دینے سے انسان کا نفس بخل کی رُوحانی بیماری سے پاک ہو جاتا ہے- علاوہ اس کے مال بھی پاک ہو جاتا ہے- کیونکہ زکوٰۃ ادا کر دینے سے اللہ تعالٰی اس کے باقیماندہ مال سے راضی ہو جاتا ہے-

پانچویں
شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے

(وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ○ اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ○ سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ- اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں- مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں-

بعض مفسرین حضرات نے حرمت متعہ پر بھی اس سے استدلال کیا ہے-

چھٹی
امانتوں اور وعدوں کا لحاظ رکھنے والے

(وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ)

سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ - اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔

یعنی امانت اور اپنے وعدہ کو پورا کرنے والے ہیں۔ اس میں خیانت اور بدعہدی نہیں کرتے

ساتویں
نمازوں پر حفاظت کرتے ہیں

(وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ)

سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ - اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی نمازیں اپنے اوقات مقررہ پر تمام لوازمات کو ملحوظ رکھ کر ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ نماز کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔ دوبارہ پھر اُسے بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ انسانوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں نماز کتنی اہم اور ضروری چیز ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نماز کا فائدہ

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَھَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَھَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَھَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَھَافَتُ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ رواہ احمد

ترجمہ - ابی ذر سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سردی کے موسم میں نکلے۔ اور پتے (درختوں کے) گر رہے تھے۔ پھر آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں۔ راوی نے کہا پھر وہ پتے گرنے شروع ہو گئے۔ ابو ذر نے کہا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے ابی ذر۔ میں نے کہا۔ لبیک یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا تحقیق مسلمان بندہ البتہ نماز پڑھتا ہے۔ اس نماز کے ذریعہ سے اللہ کی رضا چاہتا ہے۔ بس اس سے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں۔ جس طرح یہ پتے اس درخت سے جھڑتے ہیں۔

نماز نہ پڑھنے کی سزا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّ بُرْھَانًا وَّنَجَاۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَمْ یَکُنْ لَّہٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْھَانًا وَّلَا نَجَاۃً وَّکَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ

رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ - عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جس شخص نے نماز کی حفاظت کی (یعنی بالالتزام ہمیشہ پڑھی) نماز اس کے لئے نور ہوگی۔ اور اس کے حق میں دلیل ہوگی۔ (یعنی اس کے ایمان کا ثبوت ہوگا۔ ذکرہ فی المرقاۃ) اور نمازی کی نجات کا باعث ہوگی۔ اور جس شخص نے اس پر حفاظت نہ کی (مثلاً بالکل ہی نہ پڑھی۔ یا کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی) اس کے حق میں نور نہیں ہوگی۔ اور نہ اس کے حق میں دلیل ہوگی۔ اور نہ نجات ہوگی۔ اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف (یہ وہ مشرک تھا۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے جنگ احد میں قتل کیا تھا) کے ساتھ ہوگا۔

ایک نہایت ضروری سوال اور اس کا جواب

کیا مذکورۃ الصدر سات صفتوں سے متصف نہ ہونے والے انسان دربار الٰہی میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟ اور عزت پا سکتے ہیں۔ اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے (اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَھُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاھُمْ وَمَمَاتُھُمْ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ○)

سورہ الجاثیہ رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ - کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دینگے۔ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وہ بہت ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ بد اور نیک برابر نہیں ہو سکتے یعنی جو لوگ دُنیا کی زندگی بسر کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع نہیں ہیں کھانے پینے پہننے۔ اُٹھنے بیٹھنے سونے اور جاگنے۔ کمانے اور خرچ کرنے میں فقط اپنے نفس کے تابع ہیں۔ ان کے مقابلے میں وہ لوگ ہیں جو مذکور الصدر حاجات میں اپنے نفس کی خواہش کے مطابق کوئی کام نہیں کرتے۔ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے استصواب رائے کرنے کے بعد قدم اُٹھاتے ہیں۔ کیا یہ دونوں برابر ہونے چاہئیں۔ ہرگز نہیں

آزاد خیال

لوگوں کے لئے گزشتہ اعلان الٰہی میں بہت بڑی عبرت ہے۔ یہ اُن کا اختیار ہے۔ کہ دُنیا کی چند روزہ زندگی کو آزادی سے بسر کرکے آئندہ کی ابدالآباد کی زندگی قید میں بسر کرنا پسند کریں۔ اور وہ قید کی زندگی دوزخ میں بسر کرنی ہوگی۔ جس کی آگ کی گرمی دُنیا کی آگ کی گرمی سے انہتر حصہ زیادہ ہے۔ یہاں کی آگ کی گرمی اس گرمی کے مقابلہ میں سترواں حصہ ہے۔ اس آگ میں ڈالے جانے سے آدمی تین چار منٹ کے اندر فنا ہو جاتا ہے۔ اس آگ میں انسان کو کبھی موت نہیں آئے گی۔

آزاد خیالوں کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو

خدا تعالیٰ کی شریعت سے آزاد ہو کر جنہوں نے دُنیا کی زندگی بسر کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا۔

(اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ○ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْھَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ قَالَ اخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ ○)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بے شک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

دُعا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الٰہ العالمین

ہندوستان کے خریدار اور ایجنٹ حضرات اپنی رقوم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور کے ہاں بھجوا کر منی آرڈر کی رسید ہمیں بھجوا دیں۔ (مینیجر)

عید الفطر کی حقیقت

(از جناب مولانا احمد صاحب ایم۔ اے فاضل دیوبند۔ لکھنؤ۔ انڈیا)

اللہُ اکبرُ اللہُ اکبرُ لا الٰہ الّا اللہُ واللہُ اکبرُ اللہُ اکبرُ وللہِ الحمدُ۔

انسان مدنی الطبع ہے اور تنہا زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ مخلوق ہونے کی حیثیت سے اس کے ذمہ حق اللہ اور حق الناس دو قسم کے حقوق ہیں۔ دوسرے انسانوں سے تعلق قائم کئے بغیر اس کے کام نہیں چل سکتے۔ اور وہ کسی شعبہ میں ترقی نہیں کر سکتا۔ اس بنا پر بہت سے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہو کر خوشی یا غم کی رسم ادا کرنا ان میں یکجہتی اور اتحاد و مساوات پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی متحدہ مظاہرہ کا نام تیوہار یا تقریب یا جشن یا میلہ یا عید ہے۔

انسانوں کے تمدن ہی سے تیوہاروں کی ابتدا ہوئی۔ جب کسی قوم کی زندگی میں کوئی اہم اور عظیم الشان اور مذہبی یا سیاسی یا سماجی انقلاب پیدا کرنے والا واقعہ پیش آیا تو اسی پر تیوہار کی بنیاد رکھی گئی۔ اور ہر سال ظہور واقعہ کے دن اجتماعی حیثیت سے اس کی یادگار منائی گئی تاکہ قوم میں احساس برتری اور جذبۂ ترقی کی تجدید ہوتی رہے۔ اور اس کے اعمال بے روح نہ ہونے پائیں۔

دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے جو کوئی تیوہار نہ مناتی ہو۔ بعض کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کی عید کے دن اس کے بت توڑے۔ آپؑ کی امت کے لئے وہ دن عید قرار پایا۔ جب آپ نے نمرود کے شر سے نجات پائی۔ حضرت مسیحؑ کے حواریوں نے نزول مائدہ کے دن کو عید سمجھا۔ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا

سورہ المائدہ رکوع ۱۵ پارہ ۷

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہم پر بھرا ہوا خوان آسمان سے اُتار جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کے یہودی یوم عاشورا کو عید مناتے تھے کیونکہ اس دن حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کی حکومت سے آزادی ملی تھی۔

ہجرت سے پہلے اہل مدینہ سال میں دو بار نوروز اور مہرجان کو عید مناتے تھے۔ جن میں حسب معمول مشرکانہ رسوم ادا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا کہ اب تم مسلمان ہو گئے ہو۔ لہٰذا ان جاہلانہ اور مشرکانہ عیدوں کو ترک کر دو۔ میں تمہارے لئے ان سے بہتر دو عیدیں تجویز کرتا ہوں۔ ایک یکم شوال کو اور دوسری ۱۰ ذی الحجہ کو۔ چنانچہ اہل مدینہ آپؐ کے ارشاد کے بموجب پرانی عیدوں کی بجائے نئی اسلامی عیدیں منانے لگے۔

عہد رسالت و خلافت راشدہ میں نماز عید سے قبل صدقۂ فطر ادا کیا جاتا تھا۔ بعض حضرات عید سے ایک دو دن پہلے ادا کرتے تھے۔ اور بعض عید کی رات کو اور بعض عیدگاہ کو روانہ ہونے سے پہلے۔ بہر حال نماز سے پہلے ضرور ادا کرتے تھے۔ تاکہ ہر شخص سیر ہو کر عید منا سکے۔ عید کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ کرام غسل کر کے حسب استطاعت صاف اور بہترین لباس پہنتے۔ سروں میں تیل ملتے اور خوشبو لگاتے تھے۔ اور کوئی میٹھی چیز یا کھجور کھا کر تکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الّا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھتے ہوئے عیدگاہ کو پیدل روانہ ہوتے تھے۔ وہاں چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم دو رکعت نماز با جماعت زائد تکبیروں کے ساتھ پڑھاتے تھے۔ چونکہ یہ نماز فرض نہیں تھی۔ اس لئے اذان اور اقامت کے بغیر ہوتی تھی۔ نماز کے بعد آپ کھڑے ہو کر حاضرین کی طرف رُخ کر کے خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جس میں وقت کی ضرورت کے مطابق ہدایتیں ہوتی تھیں۔ خطبہ کے بعد دُعا کرتے تھے۔ تمام نمازی خطبہ کے وقت موجود رہتے تھے۔ اگرچہ سُنائی نہ دیتا ہو۔ آج کل کے بعض لوگوں کی طرح کوئی شخص نماز سے فارغ ہوتے ہی عیدگاہ سے چلا نہیں جاتا تھا۔

اُس زمانہ میں عورتیں بھی نماز با جماعت میں شامل ہُوا کرتی تھیں۔ مردوں کے بعد آپؐ عورتوں کو مخاطب فرماتے اور ان کو خیرات کی ترغیب دیتے تھے۔ حضرت بلالؓ ایک کپڑا بچھاتے تھے جس پر عورتیں حسب حیثیت خیرات کی چیزیں ڈال دیتی تھیں۔ جن کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حسب قاعدہ تقسیم کرتے تھے۔

اس کے بعد آپؐ اور صحابہؓ اپنے اپنے گھروں کو پیدل واپس جاتے تھے۔ عیدین میں آپؐ کا طریقہ یہ تھا کہ ایک راستے سے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس آتے تھے۔ تاکہ مسلمانوں کا اجتماع دیکھ کر غیر مسلم متاثر اور قبول اسلام پر آمادہ ہوں۔

اسلام ایک اجتماعی دین ہے۔ اس لئے اس کے ارکان اور تیوہار بھی اجتماعی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن کا مقصد مسلمانوں کی تنظیم ہے۔ دن میں پانچ دفعہ ایک محلہ کے مسلمان قریب کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ پھر ہفتہ میں ایک مرتبہ ایک بڑے حلقہ کے مسلمان جمعہ کی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ سال میں دو بار یعنی عیدین کے موقع پر پوری بستی کے مسلمان ایک میدان میں صف بند ہو کر اپنے خالق کے حضور میں جُھکتے ہیں۔ سال میں ایک مقررہ وقت پر مرکز اسلام بیت حرام میں دنیائے زمین کے مسلمانوں کا عالمگیر اجتماع (حج) ہوتا ہے۔ سال میں ایک ماہ "شہر المواساۃ" (ہمدردی کا مہینہ) قرار دیا گیا ہے۔ جس میں بڑے سے بڑے امیر کو غریب کے ساتھ بھوکا پیاسا رہنا پڑتا ہے۔ زکوٰۃ فرض کر کے نادار کو مالدار کے مال میں حصہ دار بنا دیا گیا ہے۔ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَآئِہِمْ وَتُرَدُّ اِلٰی فُقَرَآئِہِمْ (حدیث)

(ترجمہ۔ (زکوٰۃ) ان کے امیروں سے لی جاتی ہے۔ اور فقرا پر صرف کی جاتی ہے)

ہر مذہب کی نوعیت اس کے تیوہار سے ظاہر ہوتی ہے۔ بعض تیوہار کسی بڑے واقعہ کی یادگار ہیں۔ بعض موسموں کی تبدیلی کا اشتہار ہیں۔ بعض وطنی اور قومی امور سے متعلق ہیں۔ بعض شخصیت پرستی کے مظاہرے ہیں۔ جیسے عیسائیوں کا بڑا دن۔ گڈ فرائیڈے۔ ایسٹر۔ پارسیوں کا نوروز

جینیوں کا یوم مہابیر۔ سکھوں کا یوم نانک اور یوم گرو گوبند۔ ہندوؤں کی دیوالی۔ ہولی۔ بسنت۔ رام لیلا۔ جنماشٹمی وغیرہ۔ چونکہ یہ مذاہب مقامی ہیں۔ اس لئے ان کے تیوہار بھی مقامی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن سے باقی دُنیا کو کوئی دلچسپی نہیں ہوسکتی۔ اور کسی غیر قوم کا شخص متاثر نہیں ہوسکتا۔ ہر ملک کے موسم دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ جب بعض ملکوں میں سردی کا اور بعض میں گرمی کا موسم ہوتا ہی نہیں۔ ایک ہی وقت میں ایک جگہ بہار اور دوسری جگہ خزاں ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک مقام کے موسمی تیوہار مثلاً ہولی دیوالی۔ بسنت وغیرہ دوسرے مقامات کے لئے بیکار ہیں۔ اور وہاں نہیں منائے جاسکتے یہ بیّن ثبوت ہے ان تمام مذاہب کے محدود ہونے کا جن کی دعوت تمام دُنیا کو نہیں دی جاسکتی۔

ہوتا ہے تو دوسرے ملکوں میں گرمی ہوتی ہے۔ بعض ملکوں میں سردی

لیکن اسلامی تیوہار کسی شخص یا قوم یا موسم سے مخصوص نہیں ہیں۔ کیونکہ اسلام ایک عالمگیر دین ہونے کی بنا پر ان قیود سے بالاتر ہے۔ اس کے تیوہار موسموں کے تغیّر پر منحصر نہیں ہیں۔ اور سال کے ہر حصّہ میں آتے ہیں۔ ان میں شخصیت اور وطن کی پرستش کا کوئی مظاہرہ نہیں ہوتا بلکہ ایک خدا کی خدائی کا اعلان ہوتا ہے۔ اَللّٰہُ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللہ اکبر اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد۔ یہ تیوہار ایسے ہیں۔ جن میں تمام دنیا شریک ہوسکتی ہے۔ یہ اسلام کے واحد عالمگیر دین ہونے کی صریح دلیل ہے۔ اس کے مقابلہ میں کسی دین کو پیش کرنا سُورج کو چراغ دکھانا ہے۔ هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔

سورہ التوبہ رکوع ۵ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اُس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور سچّا دین دے کر بھیجا ہے۔ تاکہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے۔

یہ غلط فہمی نہ ہو کہ عید اضحیٰ ایک شخص سے منسوب ہے۔ یہ تیوہار بھی ایک عالمگیر اجتماعی و تنظیمی حیثیت رکھتا ہے۔

ہر قوم کا تیوہار اس کی تہذیب و اخلاق کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرنا ہو تو اس کے تیوہاروں پر نظر کرو۔ چنانچہ بعض قومیں ہر قسم کی آوارگی کو تیوہاروں کا مقصود تصوّر کرتی ہیں۔ اور ان کو مکروہ طریقوں سے مناتی ہیں۔ ان کی بنیاد فسق و فجور پر ہے۔ ان میں شراب اور بھنگ پی جاتی ہے۔ گالیاں بکی جاتی ہیں۔ ایک دوسرے پر کیچڑ اور نجاست ڈالی جاتی ہے۔ گلے میں جوتوں کے ہار پہنے جاتے ہیں جُوا کھیلا جاتا ہے۔ رنگ رلیاں منائی جاتی ہیں۔ اور شرافت و متانت کو بالائے طاق رکھ کر وحشیانہ حرکات کی جاتی ہیں۔ لیکن معلّم اخلاق نے اسلامی تیوہاروں کی بنیاد للّٰہیّت اور انسانیت اور شرافت پر رکھی۔ ان میں ظاہری اور باطنی صفائی کی جاتی ہے۔ غسل کرکے پاک صاف کپڑے پہنے جاتے ہیں۔ خوشبو لگائی جاتی ہے۔ خیرات کی جاتی ہے۔ اللّٰہ اکبر کے نعرے بلند کئے جاتے ہیں۔ نماز پڑھی جاتی ہے۔ اللّٰہ کا شکر کیا جاتا ہے۔ اسی سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اخوّت و مساوات کا مظاہرہ اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا عہد کیا جاتا ہے۔ ع

فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست

افسوس ہے کہ بہت سے مسلمان دین کے دوسرے ارکان کی طرح عید کی حقیقت سے بھی ناواقف ہیں۔ اور اس کی رُوح کو نظر انداز کرکے رواج کی پابندی کو کافی سمجھنے لگے ہیں۔ للّٰہیّت۔ تقویٰ اور اخلاص مفقود ہیں۔ خوش پوشی۔ شیر نوشی اور لہو و لعب مقصود ہیں۔ کیا عید کا تقاضا صرف یہ ہے کہ ہم تفاخر کے لئے بیش قیمت پوشاک پہنیں۔ سوّیاں کھائیں اور کھلائیں۔ تماشے دیکھیں اور میلہ لگائیں؟ اگر عید کا مفہوم اتنا ہی ہے تو اسے غیر اسلامی تیوہاروں پر کوئی فضیلت نہیں دی جاسکتی۔ عید اس امر کا شکریہ ادا کرنے کے لئے منائی جاتی ہے کہ اللّٰہ تعالےٰ کی سب سے بڑی نعمت یعنی قرآن کے نزول کے مہینے میں ہم نے اس کے حکم سے روزے رکھ کر اس سے تعلق پیدا کیا۔ اپنی ملکوتی قوّت بڑھائی اور تقوے کی تربیت حاصل کی جس سے ہمارے لئے دوزخ کے دروازے بند ہوگئے۔ جنّت کے دروازے کُھل گئے۔ اور شیاطین قید ہوگئے۔ رمضان کے اختتام اور عید کی آمد کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم بالکل آزاد ہوگئے۔ اور ہم پر کوئی پابندی نہیں رہی۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ رمضان میں ہم نے تقوے کی جو تربیت حاصل کی تھی اس کے مطابق باقی گیارہ مہینے گزاریں۔ اور پھر آئندہ رمضان میں اس تربیت کی تجدید کریں۔ رمضان میں ہم نے تقویٰ اختیار کرکے جنت کے جو دروازے اپنے لئے کھولے تھے ان کو بدستور کھلا رکھیں اور جہنم کے جو دروازے بند کئے تھے اُن کو اسی طرح بند رہنے دیں۔ اور شیطان اور نفس کو پھر اپنے اُوپر غالب نہ کریں۔ اس کے برخلاف اگر ہم رمضان کے بعد ایسے ہی ہو جائیں جیسے پہلے تھے تو گویا ہم نے رمضان سے کچھ استفادہ نہیں کیا۔ جنّت کے دروازے جو رمضان میں کھلے تھے پھر بند ہوگئے اور جہنم کے دروازے جو بند ہوئے تھے پھر کُھل گئے اور شیطان دوبارہ ہم پر مسلّط ہوگیا۔ دوسرے لفظوں میں ہم جہاں سے چلے تھے وہیں واپس آگئے اور منزل مقصود پر نہ پہنچے۔ اور ہماری تربیت بے نتیجہ رہی۔

در اصل ہم نے رمضان میں جو تربیت پائی تھی عید سے اس پر عمل کا آغاز ہونا چاہیئے۔ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحؒ نے ایک نظم میں عید کی روح پر روشنی ڈالی ہے:-

لیس العید لمن شرب واکل
انما العید لمن اخلص للّٰہ العمل

عید اس کی نہیں ہے جس نے کھایا پیا۔ عید اس کی ہے جس نے اللّٰہ کے لئے عمل کو خالص کیا۔

لیس العید لمن لبس الجدید
انما العید لمن خاف الوعید

عید اس کی نہیں ہے جس نے نیا لباس پہنا۔ عید اس کی ہے جو اللّٰہ کے عذاب سے ڈرا۔

لیس العید لمن تبخر بالعود
انما العید لمن تاب ولا یعود

عید اس کی نہیں ہے جس نے خوشبو لگائی۔ عید اس کی ہے جس نے گناہ کو چھوڑا اور پھر نہ کیا۔

لیس العید لمن تزیّن بزینۃ الدُّنیا
انما العید لمن تزود بزاد التقویٰ

عید اس کی نہیں جو دُنیا کی زینت سے مزیّن ہُوا۔ عید اس کی ہے جسنے تقوے کو توشہ بنایا۔

لیس العید لمن رکب المطایا
انما العید لمن ترک الخطایا

عید اس کی نہیں ہے جو اچھی سواریوں پر سوار ہوا۔ عید اس کی ہے جس نے گناہوں کو ترک کیا۔

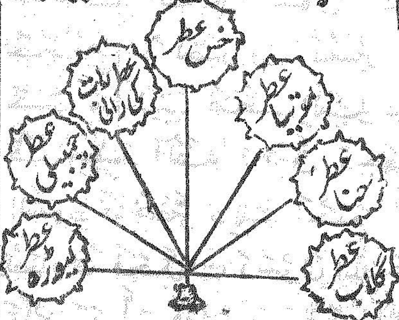
اَللّٰہُ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ
وَاللّٰہُ اکبر اللّٰہُ اکبر و للّٰہ الحمد۔

فضیلتِ ذکر

(از جناب عبدالرحیم صاحب جاوید الہ آبادی (پاکستان)

ذکرِ حق کرتا ہے جو انسان ہے ہے جو ذاکر صاحبِ ایمان ہے
کر خدا کا ذکر صبح و شام تو مت گنوا غفلت میں یہ ایّام تو
تو اگر غافل ہوا رحمان سے تو اُٹھائے گا ضرر شیطان سے
یادِ حق ہے رُوحِ مومن کی غذا نیز اس کے جملہ مرضوں کی دوا
قلب کی تسکین ہے ذکرِ خدا ذکر بے اخلاص کے ہے ناروا
تو اگر ذاکر نہیں ناشاد ہے زندگی جز یادِ حق برباد ہے
ہو اگر مونس تری یادِ خدا تو یقیناً چھوڑ دے حرص و ہوا
نیک کاموں کی کرے گر جستجو ہو میسّر دو جہاں میں آبرو
کرتا ہے ہر عضو اک ذکر دگر ذاکرِ رحماں ہے مومن سربسر
آنکھ کا ہے ذکر ہونا اشکبار روتے ہی رہنا بخوفِ کردگار
سُنتے رہنا قولِ حق ہے ذکرِ گوش تاکہ تو گمراہ نہ ہو با عقل و ہوش
کام آنا عاجزوں کے ذکرِ دست دردِ دل رکھتا ہے انساں حق پرست
اشتیاقِ جلوۂ حق ذکرِ دل! دِل برائے حق ہے اے انساں سنبھل!
ذکرِ پا کرنا سفر بہرِ خدا سوئے کعبہ یا بمیدانِ غزا
قرأتِ قرآں ہے ذکرِ زباں شانِ قرآں برتر از وہم و گماں
ذکرِ حق ہے بیگماں تسکینِ جاں ذکرِ حق سے دُور آلامِ جہاں
ذکرِ حق روح و روانِ زندگی زندگی آمد برائے بندگی
ذکر با تعظیم کرنا چاہیئے مالک و خالق سے ڈرنا چاہیئے

اسلامی بھائیوں کی دوکان رجسٹرڈ پرفیومرز کشمیری بازار لاہور
کی طرف سے
باشندگان جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کو عموماً
اور
اپنے سرپرستوں اور کرمفرماؤں کو خصوصاً
صد عید مبارک قبول ہو
ہماری تیار کردہ مصنوعات
ہر قسم کے عطریات و روغنیات۔ کریم سنو۔ پاؤڈر۔ نیل پالش وغیرہ وغیرہ



ہماری نئی ایجاد
فرحت سنو
جو کہ چہرے کے بدنما داغ کیل چھائیوں کو دور کرکے جلد کو ملائم و خوبصورت بناتی ہے۔
تیار کنندگان: اسلامی بھائیوں کی دکان رجسٹرڈ پرفیومرز کشمیری بازار لاہور

صحت اور تندرستی کا ضامن
صرتلن گھی
پاک مارک
سرکاری مہر والا
خالص۔ عمدہ و تازہ
آزاد گھی سٹور اندرون موچی گیٹ بازار سرکاراں لاہور

ایک سیر اڑھائی سیر پانچ سیر اور ۱۷½ سیر کے ڈبوں میں خریدیں۔

ٹیلیفون نمبر 2496 — تار کا پتہ آٹو سپرنگ
آپ ہمیشہ
اپنی کاروں، ٹرکوں اور بسوں میں
سلیمان رُوڈ سپرنگ استعمال کریں



جوکہ
دنیا کے بہترین سٹیل سٹیر یا فلیکس سے تیار کئے جاتے ہیں اور پائیداری میں اپنا جواب نہیں رکھتے
سلیمان اینڈ کمپنی۔ ۵۱۔ سرکلر روڈ۔ لاہور

پاسپورٹ ویزا
اور ہر قسم کے سفری ٹکٹ بحری اور ہوائی
مثلاً انگلینڈ۔ امریکہ۔ سائپرس۔ ہانگ کانگ سنگاپور
ملایا، عدن، سعودی عربیہ، عراق، بحرین، کویت، قطر، دوبئی،
افریقہ، انڈونیشیا، لبنان، شام، شرق اردن، مصر، ترکی،
ایران، کینیڈا، آسٹریلیا۔ غرضیکہ ہر ملک کے لئے جلد از جلد حاصل
کرنے کے لئے ہمارے مشورہ سے فائدہ اٹھائیں۔ جوابی لفافہ آنا
ضروری ہے
پاکستان ایکسپریس ٹریول اینڈ جنرل ایجنٹس
دلکشا ہوٹل۔ نکل روڈ۔ بولٹن مارکیٹ کراچی

فون نمبر ۴۶۵۳
ٹیوب ویل یا کارخانہ
کے لئے اگر انجن کی ضرورت ہو تو ہمیشہ
حسین ڈیزل انجن
۱۰ تا ۹۰ ہارس پاور
یاد رکھیں۔ اپنی پائیداری۔ تیل کم خرچ
کرنے کی وجہ سے پاکستان بھر میں سب سے زیادہ
مشہور ہیں۔ ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔
ایم محمد حسین اینڈ سنز (فیروز پوری)، بادامی باغ لاہور
شوروم برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِي إِثْرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ أَمَامَهُ إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ أَقْدِمْ حَيْزُوْمُ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ وَشُقَّ وَجْهُهُ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ أَجْمَعُ فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَأَسَرُوْا سَبْعِيْنَ (رواہ مسلم)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جبکہ اس روز (یعنی جنگ بدر کے دن) ایک مسلمان ایک مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ ناگہاں اس نے چابک کی آواز سنی جو اس کے سامنے بھاگا جا رہا تھا۔ پھر اس نے ایک سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ حیزوم آگے بڑھ (حیزوم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے) پھر اس مسلمان نے جو اس مشرک کا پیچھا کر رہا تھا۔ دیکھا کہ وہ اس کے سامنے چت پڑا ہوا ہے۔ اس کی ناک پر نشان ہے۔ اور اس کا منہ پھٹ گیا ہے۔ یعنی کوڑے کی ضرب سے۔ اور جہاں کوڑا پڑا تھا۔ وہ تمام جگہ نیلی ہو گئی ہے۔ وہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو سچ کہتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ یہ فرشتہ (جس نے اس مشرک کے کوڑا مارا تھا) تیسرے آسمان کی امدادی فوج کا فرشتہ تھا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ کا بیان ہے۔ کہ جنگ بدر میں ستر آدمی کافروں کے مسلمانوں نے قتل کئے۔ اور ستر کو گرفتار کیا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ رَأَيْتُ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهِ يَوْمَ أُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِيْ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ متفق علیہ

سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ احد کی لڑائی میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دو آدمیوں کو دیکھا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور دشمنوں سے نہایت سختی کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ ان آدمیوں کو میں نے نہ تو اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ بعد میں کبھی اور یہ دونوں آدمی جبرئیل اور میکائیل علیہ السلام فرشتے تھے

(بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے۔)

آج فرنگی کا راج نہیں، ان ایجنٹوں کی حکومت نہیں جن کے آقا ہزاروں میل کی مسافت پہ ہوتے تھے۔ مسلمانوں کا مسلمانوں پر راج ہے۔ لیکن استبداد پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ تمام اخبارات کہہ رہے ہیں کہ مزدوروں کے مطالبات جائز ہیں۔ لیکن کمپنی جائز مطالبات کو سننے کے لئے تیار نہیں۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فی الفور مداخلت کر کے معاملہ کو سلجھا دے۔ اگر کوئی جان خدانخواستہ ناحق تلف ہو گئی تو اس کی ذمہ داری نہ صرف کمپنی پہ ہو گی بلکہ حکومت بھی اس میں شریک ہو گی۔ آخر اس کا اتنا بڑا لیبر ڈیپارٹمنٹ کس مرض کی دوا ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق مزدور کئی بار اس محکمہ کے دروازے پر دستک دے چکے ہیں لیکن شنوائی نہیں ہوئی۔

فون نمبر ۲۵۹۰ تار کا پتہ: "LATHE"
مختلف سائز
ایم۔ اے۔ ایس اینڈ کمپنی جیب گنج بادامی باغ لاہور

رعایتی نرخوں پر
وارنش انیمل
سفید ڈائی کلر
مکس ریڈی
ڈسٹمپر
تھوک عمارتی رنگ و روغن پرچون
لاہور آئرن اینڈ پینٹ مارٹ بیرون کشمیری گیٹ بادامی باغ لاہور

ٹیلی فون نمبر ۲۸۵۱ تار کا پتہ SHABROLL
لوہا اور فولاد
سریا گول و چورس ۱/۴" تا ۳" ہر سائز، پتی ہر سائز۔
۱"×۱/۸" تا ۳"×۱/۸"، اینگل آئرن ۱ ۱/۲"×۱ ۱/۲"×۱/۸"
و دیگر سائز۔
بیلنگ ہوپس
M. SHABBIR AHMAD & BROTHERS LAHORE
SAB
ایم شبیر احمد اینڈ برادرز ـــ بادامی باغ ـــ لاہور

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع کیا۔

دید و بازدید

(از جناب مولوی عبد الحمید صاحب سروش لاہور)

(۱)

لے کے آتا ہے جہاں بھر کے لئے پیغامِ عید
ہے مہِ شوّال کا آغاز بھی کیسا سعید

چشم و ابرو سے فلک نے ہے اشارہ کر دیا
آن پہنچا اہلِ ایماں کے لئے ہنگامِ دید

جس نے بھوک اور پیاس کی شدّت لوجہ اللہ سہی
جامِ وصل و خوانِ جنّت کی ملی اس کو نوید

ہے مئے حسن ازل کی سرخوشی جن کو نصیب
صوم ان کی دید ہے اور عید ان کی باز دید

آج بھی محروم گر تیرے کرم سے رہ گیا
کون سے دن اور بر آئیگی پھر میری امید؟

آہ وہ افطار و سحری کے مزے جاتے رہے
روز و شب میں لطف تھے جو جو ملے جاتے رہے

(۲)

شوق سے جانا کلامِ پاک سننے کے لئے
سر نوائے سرمدی کی لے پہ دھننے کے لئے

وہ تراویح و تلاوت کی ملی توفیق خاص
گلستانِ مغفرت کے پھول چننے کے لئے

تار بند جاتا کبھی اشکِ ندامت کا اگر
کام آتا حلۂ غفران بننے کے لئے

وہ مری فریاد کا شور و شغب صبح و مسا
وا ترا گوشِ عطا ہر وقت سننے کے لئے

حج کی فرضیّت

(از خان عبدالحمید خاں آف میسرز فیروز سنز لاہور)

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ۔ اور اللہ کے لئے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے۔ بشرطیکہ وہاں پہنچنے کی استطاعت ہو اسلام کا پانچواں رکن حج ہے۔ جو ۹ھ میں فرض ہُوا۔ اسی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو امیرالحاج بنایا۔ اور تین سو صحابہ رضؓ کو ان کے ہمراہ کیا۔ تاکہ سب کو حج کرائیں۔ اُن کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کو روانہ کیا کہ وہ سورۂ برأت کا اعلان کریں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ نے سورۂ برأت کی پہلی چالیس آیتوں کو مع ان احکام کے پڑھ کر سُنایا۔ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہ ہونے پائے گا۔ اور کوئی شخص برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہ کر سکے گا۔

حجۃ الوداع

۱۰ھ میں رسُولِ خداؐ نے حج کا ارادہ فرمایا۔ جملہ اطراف میں اطلاع بھیج دی گئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے تشریف لے جانے والے ہیں۔ اِس اطلاع کے بعد انبوہ در انبوہ خلقت مدینہ طیبہ میں جمع ہوگئی۔ اِس جمِ غفیر میں ہر درجہ و ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔

۲۴ ذیقعدہ ۱۰ھ جمعرات کا دن تھا۔ حضُورؐ نے ظہر کی نماز مدینہ شریف کی مسجد میں ادا کی۔ نماز سے پہلے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو ارکانِ حج تعلیم فرمائے۔ نمازِ ظہر کے بعد آپؐ نے سر میں تیل ڈالا۔ کنگھا کیا۔ چادر اوڑھی اور سفر کو روانہ ہُوئے۔ گویا ظہر اور عصر کے درمیان سفر کیا۔ جب ذوالحلیفہ پہنچے۔ تو نماز قصر کر کے پڑھی۔ شب کو وہاں قیام فرمایا۔ یہاں آپؐ نے پانچ نمازیں ادا کیں۔ یعنی عصر، مغرب، عشا اور دوسرے دن کی نماز فجر و ظہر۔ صبح کو آپؐ نے خطمی اور اُشنان (ایک قسم کی گھاس) سے غسل کیا۔ حضرت عائشہ رضؓ خوشبو لائیں۔ جس میں مُشک ملا ہُوا تھا۔ یہ خوشبو آپؐ کے بدن اور سر مبارک پر ملی گئی۔ غسل کے بعد تہمد باندھا۔ اور چادر اوڑھی۔ یہ عمل ظہر کے بعد ہُوا۔ احرام باندھنے کے بعد جب آپ اُونٹنی پر سوار ہُوئے تو پہلی مرتبہ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ ۔ (غلام حاضر ہے اے اللہ غلام حاضر ہے۔ غلام حاضر ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ غلام حاضر ہے۔ سب تعریفیں تیرے لیے اور نعمتیں تیری ہیں۔ اور بادشاہی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں) کا ترانہ بلند کیا۔ دُوسری مرتبہ اُس وقت لبّیک کہی، جب اونٹنی کھڑی ہو گئی۔ اور آپ روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد جب آپ بیدا کی پہاڑی پر چڑھے تو لبیک کہی۔

جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو وادیٔ طویٰ میں قیام فرمایا۔ یہ یک شنبہ کی شب اور ذی الحجہ کی پانچویں تاریخ تھی۔ دوسرے روز صبح کی نماز ادا فرما کر غسل کیا اور بالائے مکہ سے اس سارے ہجوم کو لے کر مکہ شریف میں داخل ہُوئے۔ اب آفتاب نکلے ایک گھنٹہ گذر چکا تھا۔ آپؐ دروازہ بنی شیبہ پر پہنچے۔ اور جب آپؐ کی نظر کعبہ شریف پر پڑی تو آپؐ نے تکبیر اور یہ دُعا پڑھی۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَعْظِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا ۔ ترجمہ اے اللہ تو سلامتی کا مالک ہے۔ اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہوتی ہے۔ اور سلامتی تیری ہی طرف لوٹتی ہے اے ہمارے پروردگار! اب ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ، اور ہمیں سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل فرما دے۔ اے ہمارے ربّ! تو بڑی برکت والا ہے۔ اور بڑی بلندی کا مالک ہے۔ اے جلال اور بزرگی کے مالک! اے اللہ! اپنے اس گھر کی موجودہ عظمت و شرافت اور رُعب کو اور زیادہ کر اور اس کی تعظیم اور بزرگی کو حج اور عمرہ سے اور زیادہ بڑھا۔

جب مسجد کے اندر داخل ہُوئے تو سیدھے کعبہ شریف کی طرف تشریف لے گئے۔ اور جب حجرِ اسود کے مقابل آئے تو سلام کیا۔ مگر ہاتھوں کو نہ اُٹھایا۔ اور روزِ روشن میں کعبۃ اللہ کا طواف کر کے اللہ تعالیٰ کے جلال کو آشکارا فرمایا۔ طواف شروع کرتے وقت خانہ کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف تھا۔ دورانِ طواف میں حجرِ اسود اور رُکن یمانی کے درمیان فرمایا۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ ترجمہ۔ اے اللہ! دے ہم کو دُنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی۔ اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

آپؐ اوّل کے تین چکروں میں جلدی چلے اور پاؤں کو نزدیک نزدیک رکھا۔ جیسا کہ پہلوان چلا کرتے ہیں۔ اور ردائے مبارک کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالا۔ (یعنی داہنا کندھا کھُلا رکھا) باقی چار چکروں میں آہستہ چلے اور ہر بار حجرِ اسود کے مقابل آ کر بوجہ کثرتِ ہجوم اُس لکڑی سے جو دستِ مبارک میں تھی، حجرِ اسود کی طرف اشارہ کرتے اور اُس کو چوم لیتے۔ (وہ لکڑی ایک عصا تھا جس کا سر اُوپر سے مڑا ہوا تھا) حجرِ اسود کو بوسہ دیتے تو لب مُبارک کو اُس پر رکھتے۔ احادیث میں آیا ہے کہ کبھی اپنے لبوں کو اُس پر رکھتے اور کبھی دستِ مُبارک کو اس پر رکھتے۔ اور پھر ہاتھوں کو چومتے اور استلام کے وقت اللہ اکبر فرماتے۔ اور کبھی حجرِ اسود پر پیشانی بھی رکھتے اور اس پر سجدہ کر کے بوسہ دیتے۔

طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقامِ ابراہیمؑ پر یہ پڑھتے ہوئے تشریف لائے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی ترجمہ۔ "اور (حکم دیا) کہ بنا لو ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز" اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ آپؐ نے پہلی رکعت میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ۔ اور دُوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہُوئے۔ تو حجرِ اسود کی طرف تشریف لائے اور استلام کیا۔

زیارت کعبۃُ اللہ سے فارغ ہو کر صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر تشریف لے گئے۔ اُن کی چوٹیوں پر چڑھ کر اور کعبہ کی طرف رُخ کر کے یہ کلمات پڑھے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ۔ ترجمہ "کوئی معبود نہیں سوائے ایک اللہ کے کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی حکومت ہے اور اُسی کے لئے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اور اپنے بندہ کی مدد کی اور دُشمن جتھوں کو خود اکیلے ہی نے شکست دی"۔ اور ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان

کتابُ الحجّ

خانۂ کعبہ کی تعمیر، حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریق ادائیگی فرائضِ حج، گھر سے لے کر اختتامِ حج تک تمام مناسکِ حج اُن کے ادا کرنے کے طریقے اور وُہ دُعائیں جو اس موقع پر مختلف مقامات پر پڑھی جاتی ہیں۔ آخر میں مدینہ منوّرہ اور وہاں کی دُعائیں بھی شامل کر دی گئی ہیں۔

(قیمت ڈھائی روپے)

فیروز سنز

۶۰ - دی مال لاہور	کشمیری بازار لاہور	بندر روڈ کراچی	۳۵ دی مال پشاور

سعی فرمائی -

آٹھویں ذی الحجہ کو قیام گاہ مکّہ سے روانہ ہو کر منیٰ ٹھہرے - ظہر، عصر، مغرب، عشا اور صبح کی نمازیں منیٰ میں ادا فرمائیں -

نویں ذی الحجہ کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم طلوعِ آفتاب کے بعد وادیٔ نمرہ میں آکر اُترے - اِس وادی کے ایک جانب عرفات اور دوسری جانب مزدلفہ ہے - دن ڈھلنے کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر عرفات میں تشریف لائے - تمام میدان لوگوں سے بھرا ہوا تھا - ہر ایک شخص تکبیر و تہلیل، تمجید و تقدیس میں مصروف تھا - اُس وقت ایک لاکھ چوالیس ہزار (یا چوبیس ہزار) کا مجمع احکامِ الٰہی کی تعمیل کے لئے ہمہ تن حاضر تھا - رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پہاڑی پر چڑھ کر اور قصواءؔ نامی ایک اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ کا آغاز فرمایا -

خُطبہ حجّۃ الوداع

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا یہ خُطبہ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ وَاِيَّاكُمْ نَجْتَمِعُ فِيْ هٰذَا الْمَجْلِسِ اَبَدًا سے شروع ہوتا اور اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ پر ختم ہوتا ہے - تمام خطبہ کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے -

"لوگو! مَیں خیال کرتا ہُوں کہ مَیں اور تم پھر کبھی اِس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے - لوگو! تمہارے خُون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دُوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں - جیسا کہ تم آج کے دن کی، اس شہر کی - اِس مہینے کی حُرمت کرتے ہو - لوگو! تمہیں عنقریب خُدا کے سامنے حاضر ہونا ہے - اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا - خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دُوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو -

لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات کو مَیں اپنے قدموں کے نیچے روندتا ہُوں - جاہلیت کی قتل و خُونریزی کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہُوں - پہلا خُون جو میرے خاندان کا ہے - یعنی ابنِ ربیعہ بن الحارث کا خون جو بنی سعد میں دُودھ پیتا تھا اور ہُذیل نے اُسے مار ڈالا تھا - مَیں چھوڑتا ہوں - جاہلیت کے زمانے کا سُود ملیامیٹ کر دیا گیا - پہلا سُود اپنے خاندان کا جو مَیں مٹاتا ہُوں، وُہ عبّاس بن عبد المطلب کا ہے - وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا -

لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو - خُدا کے نام کی ذمّہ داری سے تم نے اُن کو بیوی بنایا اور خُدا کے کلام سے تم نے اُن کا جسم اپنے لیے حلال بنایا ہے - تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو (کہ اس کا آنا تم کو ناگوار ہے) نہ آنے دیں - لیکن اگر وُہ ایسا کریں تو اُن کو ایسی مار مارو جو نمودار نہ ہو -

عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اُن کو اچھی طرح کھلاؤ - اچھی طرح پہناؤ -

لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اُسے مضبوط پکڑ لو گے - تو کبھی گمراہ نہ ہو گے - وُہ ہے اللہ کی کتاب قرآن -

لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید اُمّت پیدا ہونے والی ہے - خُوب سُن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو، اور پنجگانہ نماز ادا کرو - سال بھر میں ایک مہینہ کے روزے رکھو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہایت خوش دلی کے ساتھ دیا کرو - خانۂ خدا کا حج بجا لاؤ - اور تم میں سے جو صاحبِ امر ہو، اُن کی اطاعت کرو - جس کی جزا یہ ہے کہ تم پروردگار کی فردوسِ بریں میں داخل ہو گے -

لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائے گا - مجھے ذرا بتا دو کہ تم کیا جواب دو گے؟

سب نے کہا کہ ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپؐ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے - آپؐ نے رسالت و نبوّت کا حق ادا کر دیا - آپؐ نے ہم کو کھوٹے کھرے کی اچھی طرح پہچان کرا دی -

(اُس وقت نبی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے اپنی انگشتِ شہادت کو اُٹھایا، آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے تھے اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے - (فرماتے تھے) اے خُدا! سُن لے (تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں) اے خدا! گواہ رہنا (کہ یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں) اے خداوندا! شاہد رہ (کہ یہ سب کیسا صاف اقرار کر رہے ہیں)

پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ سب باتیں اُن لوگوں کو پہنچا دینا جو اِس وقت یہاں موجود نہیں -

نبی کریم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو اُسی جگہ یہ آیت نازل ہوئی - اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۵ ترجمہ - آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے کامل کر دیا - اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا - اور میں نے تمہارے لئے اِسلام کا دین پسند فرمایا

اِس کے بعد حضوؐر اُونٹنی سے اُترے اور حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اذان دو - اذان دی گئی اور آپؐ نے نمازِ ظہر و عصر ملا کر قصر کے ساتھ پڑھائی - اور جو اہلِ مکّہ آپؐ کے ساتھ آئے تھے - اُنھوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز قصر ہی پڑھی - نماز سے فارغ ہو کر قصوا (حضوؐر کی اونٹنی) پر سوار ہوئے - اور میدانِ عرفات میں آئے - وہاں دامنِ کوہ میں بڑے بڑے پتھروں پر رُو بقبلہ اُونٹنی پر کھڑے ہوئے اور دُعا و زاری شروع کی - یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا - پھر آپؐ نے فرمایا - کہ جس جگہ ہم کھڑے ہیں - یہی جگہ مخصوص نہیں ہے - جہاں چاہو کھڑے ہو - عرفات میں آپ دُعا کے واسطے سینے تک ہاتھ اُٹھاتے تھے - اور اِس طرح دُعا مانگتے تھے - جیسے کوئی مسکین روٹی طلب کرتا ہے -

جب غروبِ آفتاب پر آپ روانہ ہوئے - تو اُسامہ بن زیدؓ کو قصوا پر پیچھے سوار کیا - اور اُونٹنی کی مہار اِتنی کھینچے رہے کہ اُس کا سر زین سے لگتا تھا - اور راستہ میں فرماتے تھے کہ اے لوگو! آہستہ چلو - دوڑنا ٹھیک نہیں اور بھاگ دوڑ پرہیزگاری کے خلاف ہے -

جس طرح آپؐ عیدگاہ جاتے وقت ایک راستہ سے جاتے اور دُوسرے سے واپس آتے - یہاں سے واپسی پر بھی حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے وہی طریقہ اختیار کیا - راستہ میں کسی جگہ جب میدان آجاتا تھا تو اُونٹنی کو کسی قدر تیز کر لیتے تھے اور راستہ میں تلبیہ فرماتے تھے - اثناء راہ میں حضوؐر نے وضُو کیا تو اسامہؓ نے دریافت کیا - یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! آپ نماز پڑھیں گے؟ تو فرمایا - اَلصَّلٰوةُ اَمَامَكَ نماز آگے ہے -

مُزدلفہ میں ورُود

عرفات سے سوار ہو کر مُزدلفہ پہنچے - پھر وضو کامل فرمایا - اذان کہی گئی اور اسباب اُتارنے اور اقامت کرنے سے پہلے نمازِ مغرب ادا کی - اور اسباب اُتار کر دُوسری اقامت کی گئی - اور عشا کی نماز بھی پڑھی گئی - نمازِ عشا کی اذان نہیں کہی گئی - نمازِ مغرب اور عشا کے درمیان نفل نہیں پڑھے اور وہیں آرام کیا - اس کے بعد تہجّد کی کوئی نماز نہیں پڑھی - صبح ہونے پر نمازِ صبح اوّل وقت پڑھی -

مزدلفہ سے روانگی

اِس کے بعد سوار ہوئے اور مشعر الحرام میں آئے (مشعر الحرام وہ جگہ ہے - جہاں اب ایک گنبد بنا ہُوا ہے) اور وہاں قیام فرمایا اور قبلہ کی طرف مُنہ کیا - اور دُعا و تضرّع و زاری میں مشغول ہوئے اور تکبیر و تہلیل اور ذکر کرتے رہے - یہاں تک کہ آفتاب نکلنے کے قریب ہُوا - تو قصواء پر سوار ہوئے اور آپؐ نے فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور اُسامہ بن زیدؓ قریش کے ساتھ پیدل چلے - فضلؓ سے راستہ میں فرمایا کہ رمی کے واسطے کنکریاں چُن لو اُنہوں نے سات کنکریاں چُن کر پیغمبرِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیں - حضوؐر نے دونوں ہاتھوں سے اُن کی گرد جھاڑی اور فرمایا - اَمْثَالَ هٰؤُلَاءِ فَارْمُوْا وَاِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ (ایسی ہی کنکریاں پھینکا کرو - اور بچتے رہو دین میں لغو کام سے - تم سے پہلے لوگ دین میں لغو کام کرنے سے ہلاک ہو گئے)

منیٰ پہنچے تو وادی کے نشیب میں جَمْرَۃُ الْعُقْبٰی

گی رمی کے واسطے کھڑے ہوئے۔ اس طرح شہرِ منیٰ دائیں طرف رہا۔ اور مکہ شریف بائیں جانب۔ تو آپؐ نے سواری پر سے ایک ایک کر کے کنکریاں جمرہ پر ماریں۔ ہر کنکری مارتے وقت تکبیر پڑھتے تھے۔ پہلی کنکری پر تلبیہ موقوف کر دی۔ اُس وقت بلال رضی اللہ عنہ، اور اسامہ ابنِ زیدؓ بھی ساتھ تھے ایک اُونٹنی کی لگام پکڑے ہوئے۔ اور دُوسرا چھتری لگائے ہوئے تھا۔ وہاں آپؐ نے خطبہ پڑھا تمام لوگوں کو آپؐ کی آواز خیموں کے اندر تک پہنچتی تھی۔ اور یہ حضرتؐ کا معجزہ تھا۔ اس خطبہ میں آپؐ نے نحر (قربانی) کے دن کا حال بیان فرمایا اور اس دن کی فضیلت بتائی اور فرمایا کہ حج کے ارکان سیکھ لو، شاید میں دوسری بار حج نہ کر سکوں۔ اور فرمایا جو کچھ کتاب اللہ میں لکھا ہے۔ وُہ سب مانو۔

مہاجر و انصار کی طلبی

آپؐ نے مہاجر و انصار کو طلب کیا اور فرمایا کہ میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جاؤ۔ اور فرمایا۔ "جان لو کہ جو شخص گناہ کرتا ہے۔ اُس کی جواب دہی اُسی کے ذمے ہے۔ اور فرمایا کہ جو لوگ حاضر ہیں۔ وہ غیر حاضر لوگوں کو بھی احکام بتا دیں۔

ذبح گاہ پر تشریف لائے

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ذبح گاہ پر آئے (یہ جگہ بھی وہیں قریب ہی ہے) وہاں تریسٹھ اونٹ ٹانگیں بندھے کھڑے تھے۔ (اور تریسٹھ ہی برس آپؐ کا سنِ شریف تھا) حضرت علیؓ سے فرمایا کہ گوشت اور کھال اور جھول کو مسکینوں میں تقسیم کر دو۔ اور قصائی کو اس میں سے کچھ نہ دینا۔ اس کو علیحدہ اُجرت دی جائے گی۔

جب قربانی سے فارغ ہوئے تو حضورؐ نے باآواز بلند فرمایا۔ مِنیٰ کُلُّهَا مَنْحَرٌ وَفِجَاجُ مَكَّةَ كُلُّهَا مَنْحَرٌ ترجمہ۔ وادیِ منیٰ سب قربان گاہ ہے مکہ کے تمام راستے قربان گاہ ہیں۔

اِس کے بعد حجام کو بُلا کر سرِ مبارک منڈوایا محمد بن عبد اللہ بن فضلہ نے آپؐ کی حجامت کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ یَا مَعْمَرُ أَمْكَنَكَ رَسُولُ اللّٰهِ مِنْ شَحْمَةِ أُذُنِهِ وَفِي يَدِكَ الْمُوسٰى فَقَالَ مَعْمَرٌ إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيَّ (اے معمر! اختیار دیا تجھ کو خدا کے رسولؐ نے اپنے دونوں کانوں کی لَو کے درمیان کا اور تیرے ہاتھ میں اُسترا ہے۔ پس کہا معمر نے یہ خدا تعالیٰ کی نعمت ہے مجھ پر)

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حجام کو اشارہ کیا۔ کہ داہنی طرف سے مونڈنا شروع کرے۔ جب داہنی طرف کا ختم ہُوا تو ان بالوں کو حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔ اور اشارہ فرمایا کہ بائیں طرف سے مُونڈے۔ اور ان بالوں کو ابوطلحہؓ کو دیا۔ اور ابوطلحہؓ کو کچھ داہنی طرف کے بال بھی ملے تھے۔ جب اِس سے فارغ ہوئے تو ناخن ترشوائے۔ لوگوں کو ایک ایک بال یا ناخن مشکل سے مِلا۔ اس کے بعد زوال سے پہلے آپؐ مکہ گئے۔ اور طواف زیارت کیا۔ طواف آپؐ نے اونٹنی پر سوار ہو کر کیا (بعض کا خیال ہے۔ کہ بوجہ کثرتِ اژدھام ایسا کیا گیا۔ تاکہ سب آپؐ کو دیکھ سکیں۔ اور طواف سیکھ سکیں۔ اور بعض کہتے ہیں پاؤں مبارک میں زخم تھا اور ضرورتاً سواری پر طواف کیا)

اِس کے بعد چاہِ زمزم پر آئے حضرت عباسؓ اور اُن کی اولاد زمزم کا پانی کھینچتے تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگوں کا ہجوم بہت ہو جائے گا تو میں خود پانی کھینچتا۔ پھر ایک ڈول پانی آپؐ کے سامنے لایا گیا۔ آپؐ نے کھڑے ہو کر پیا تاکہ سب دیکھ سکیں۔ پھر اسی وقت منیٰ تشریف لے گئے، اور نمازِ ظہر وہاں ادا کی۔ مگر حضرت جابرؓ اور حضرت عائشہؓ کی اس روایت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ کہ نمازِ ظہر حضورؐ نے مکہ شریف ہی میں ادا فرمائی۔ رات کو منیٰ میں قیام کیا۔ اور آفتاب ڈھلتے ہی نمازِ ظہر پڑھنے سے پہلے جمرۂ اوّل کی طرف آئے۔ یعنی اُس جمرہ کے پاس جو مسجد خیف کے نزدیک ہے۔ اور اس پر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر پڑھتے تھے۔ اس کے بعد ایک طرف کو کچھ قدم گئے۔ اور مکانِ سہل تک پہنچے اور قبلہ رُو ہو کر دُعا کی۔ اور اِتنی دیر قیام کیا۔ جتنی دیر سورۂ بقر پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد دُوسرے جمرہ کی طرف آئے اور اسی طرح رمی کی اور اسی طرح کھڑے ہو کر دُعا کی اور اتنی ہی دیر قیام کیا۔ اس کے بعد جمرۂ عقبیٰ کے پاس آئے اور جمرہ کے برابر کھڑے ہو کر رمی کی۔ اس طور پر کہ منیٰ کا بازار دائیں طرف اور مکہ شریف بائیں طرف رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس جگہ قیام نہ فرمایا۔ منیٰ میں تین دن قیام کیا، اور کچھ حصہ چوتھے روز بھی رہے۔ یعنی ہفتہ۔ اتوار اور پیر۔ منگل کو بعد ظہر رمی کی اور وادی محصب میں ٹھہرتے ہوئے مکہ شریف کو روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر طوافِ وداع کیا اور اس طواف میں رمل نہ کیا۔

اب حج کے ارکان ختم کر کے آپؐ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ اِس کے بعد نماز فجر کعبہ شریف کے قریب پڑھی اور اس نماز میں سورۂ والطّور پڑھی پھر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

(باقی آئندہ)

کوئی مرض لاعلاج نہیں

دمہ۔ کالی کھانسی دائمی نزلہ سِل دق۔ پُرانی پیچش۔ بواسیر۔ ذیابیطس۔ خارش۔ فسادِ خون۔ اور ہر قسم کی مردانہ زنانہ امراض کا مکمل علاج کرائیے

لقمان حکیم حافظ محمد طیب ۱۹ ایکلسن روڈ۔ لاہور

رومال رومال رومال

سوتی۔ سلکی۔ ریشمی۔ عربی نیز ہر قسم کے رومالوں کا واحد مرکز

رفیق رومال سٹور۔ ہول سیل رومال مرچنٹ حرم گیٹ ملتان شہر

تالے، قینچیاں، چاقو، چھریاں، موچنے، اُسترے اور دیگر سامان کٹلری وغیرہ

پاک (سابقہ انڈین) لاک ہاؤس قائم شدہ ۱۹۲۸ء ٹیلیفون ۲۷۴۳

زیر دروازہ مسجد وزیر خاں، چوک رنگ محل، نزد سابق اڈہ اومنی بس

زرفشاں جیولرز

خالص سونے کے بہترین زیورات

ٹیلیفون 4371

۳۴- کمرشل بلڈنگ، مال روڈ لاہور

دعوتِ فکر

مولانا ضیاء الدین قریشی خطیب جامع مسجد والا فیکٹری

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علےٰ عبادہ الذین اصطفےٰ۔ اما بعد۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کی آمد سے پہلے اس کے رہنے کی خاطر اور اس کے فائدہ کے لئے زمین و آسمان و چاند و سورج و ستارے اور اشجار و انہار غرضیکہ بے انتہا نعمتیں اس نے پھیلا رکھیں تھیں۔ نص قرآنی سے ایک تو یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سب کچھ تمہارے نفع کی خاطر ہے۔ غرضیکہ کوئی چیز نفع سے خالی نہیں۔ چنانچہ ایک شخص نے کہا کہ گندگی کے کیڑے کی ضرورت کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو بے مقصد پیدا کیا ہے۔ خدا کی قدرت ملاحظہ فرمایئے کہ اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ بڑی مشکل کے بعد ایک حکیم نے کافی رقم لے کر ایک نسخہ دیا تو شفا ہو گئی۔ انہوں نے مطالبہ کیا۔ کہ نسخہ بتایئں۔ کافی رقم لے کر نسخہ بتایا گیا کہ اس نسخہ میں جزو اعظم گندگی کا کیڑا تھا۔ غرضیکہ ہم جانیں یا نہ جانیں اللہ تعالےٰ نے ہر چیز ہمارے فائدہ کے لئے پیدا فرمائی ہے۔ قرآن و حدیث نے ہمیں ان میں فکر کرنے کی دعوت دی ہے اور اس کے فضائل بتائے ہیں۔ ایک فکر موجودہ دنیا کا ہے۔ کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائیں اور اس کا نام ترقی رکھا ہے۔ بقول حکیم الامت یہ ترقی عن المقصود ہے۔ ترقی فی المقصود نہیں ہے۔ آیئے میں آپ کے سامنے ایک حدیث ترغیب کی پیش کرتا ہوں۔ جس سے اس مسئلہ کی اچھی وضاحت ہو جائے گی۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ینادی مناد یوم القیمة این اولی الالباب قالوا ای اولی الالباب ترید قال الذین یذکرون الله قیامًا وقعودًا وعلےٰ جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار عقد لهم لواءً فاتبع القوم لوائهم وقال لهم ادخلوها خالدین۔ ترجمہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ عقلمند لوگ کہاں ہیں۔ لوگ پوچھیں گے کہ عقلمندوں سے کون مراد ہیں۔ جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ کھڑے اور بیٹھے۔ اور لیٹے ہوئے اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے یا اللہ آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا کیا ہی نہیں۔ ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں۔ آپ ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے۔ اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا۔ جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو ان (آیات) کو پڑھے اور غور و فکر نہ کرے

غور و فکر ایمان کا نور ہے۔

عامر ابن قیس کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام سے سنا ہے ایک سے دو سے تین سے نہیں (بلکہ زیادہ سے) کہ ایمان کی روشنی اور ایمان کا نور غور و فکر ہے

فکر پہ مغفرۃ خداوندی

ابو ہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی چھت پہ لیٹا ہوا آسمان اور ستاروں کو دیکھ رہا تھا۔ پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ تمہارا پیدا کرنے والا بھی کوئی ضرور ہے۔ اے اللہ تو میری مغفرۃ فرما دے نظر رحمت اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کی مغفرۃ ہو گئی۔

ثواب علی التفکر

حضرت انس رضؓ سے یہ منقول ہے۔ کہ ایک ساعت کا غور ان چیزوں میں اسّی سال کی عبادت سے افضل ہے۔ حضرت اُم درداء سے کسی نے پوچھا کہ ابو درداءؓ کی افضل ترین عبادت کونسی تھی۔ فرمایا غور و فکر۔ ان روایات کا یہ مطلب نہیں کہ پھر عبادات کی تو ضرورت ہی نہ رہی اگر اور عبادات کو اس نے چھوڑ دیا۔ تو اس کی وعید کے نیچے آئے گا۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ غور و فکر کو افضل عبادت اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں معنیٰ ذکر تو موجود ہوتے ہی ہیں۔ دو چیزوں کا اضافہ اور ہوتا ہے ایک اللہ کی معرفت اس لئے کہ غور و فکر معرفت کی کنجی ہے۔ دوسری اللہ کی محبت کہ فکر پہ یہ محبت مرتب ہوتی ہے یہی غور و فکر کو صوفیائے کرام مراقبہ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ حضرت جنیدؒ بغدادی نے ایک دفعہ خواب میں شیطان کو ننگا دیکھا تو فرمانے لگے تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے تو ننگا پھر رہا ہے۔ شیطان کہنے لگا کہ یہ کوئی آدمی ہیں۔ آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے میرے بدن کو دُبلا کر دیا۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں

آج کا پسندیدہ
شیر پنجاب سوڈا واٹر
ٹھہریئے!
تازہ دم ہو کر جایئے!!
"شیر پنجاب سوڈا واٹر" کی ایک بوتل آپ کو از سر نو تازہ دم اور بشاش بنا سکتی ہے۔ یہ پیاس کو بجھاتا ہے۔ تھکاوٹ کو دور کرتا ہے اور جسم میں تازگی اور فرحت پیدا کرتا ہے۔
تیار کردہ شیر پنجاب سوڈا واٹر فیکٹری بیرون دہلی گیٹ لاہور۔ زیر نگرانی کالا پہلوان

میں مسجد میں گیا تو دیکھا کہ چند حضرات ہیں کہ گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ کر رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ذکر و فکر کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمارا تعلق ان حضرات کے ساتھ ہو۔ جن کی زندگی ذکر و فکر والی ہو۔ اور جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔

وما علینا اِلاّ البلاغ۔

بقیہ شکرگزاری کی برکتیں (صفحہ ۱۲ سے آگے)

کرنے والے ہو۔ سو اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو توحید کامل اور تسلیم و رضا کی سیدھی راہ پر چلایا اور اُس کو اللہ نے چن لیا۔ اس کو خدا تعالےٰ نے نبوّت، فراخ روزی، اولاد، وجاہت اور مقبولیّتِ عامہ بخشی۔

سعادتمند آدمی ایسا ہوتا ہے کہ جو احسانات اللہ تعالےٰ کے اس پر اور اُس کے ماں باپ پر ہو چکے اُن کا شکر ادا کرتے اور آئندہ نیک عمل کرنے کی توفیق خُدا سے چاہے اور اپنی اولاد کے حق میں بھی نیکی کی دُعا مانگے جو کوتاہی حقوق اللہ یا حقوق العباد میں رہ گئی ہو اس سے توبہ کرے۔ اور ازراہِ تواضع و بندگی اپنی مخلصانہ عبودیت و فرمانبرداری کا اعتراف کرے۔

اگرچہ کوئی شخص اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا تاہم انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی وسعت کے مطابق جس قدر اس سے ہو سکتا ہو اُس کی شکر گزاری کرتا رہے۔ اور یہ دُعا مانگتا رہے۔ "رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ۔"

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسولِ انور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ تم میں سے جب کسی شخص کی ایسے شخص پر نظر پڑے جو مال و دولت میں مالا مال ہو اُس کو چاہئے کہ اپنے سے کم درجہ والے کو بھی نظر ڈال کر دیکھے۔

جو شخص لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ خُدا کا بھی شکر نہیں کرتا۔

چھینکتے وقت، کپڑا پہنتے وقت، کھانا کھا چکنے اور پانی پینے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا چاہئے۔ سو کر اُٹھنے کے بعد۔ کسی مصیبت زدہ کو دیکھنے کے بعد۔ صبح و شام بلکہ ہر وقت اور ہر آن اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کا وظیفہ رکھنا چاہئے۔

قطعات

(از جناب مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلہ گنبد لاہور)

(۱)

دُنیا میں کج کلاہ سہی اور سربلند ۔۔۔ فخرِ کمال و جاہ بھی اور نازشِ نعم
درگاہ ذوالجلال ہے پر قبلۂ نماز ۔۔۔ ہو اے سرِ غرور یہاں پر تو آکے خم

(۲)

حج ایک بار عمر میں اور سال پر زکوٰۃ ۔۔۔ روزے ہیں سال بھر میں فقط ایک ماہ کے
روزانہ اِک نماز ہی اسلام کا ہے کام ۔۔۔ یہ بھی نہیں تو بندے ہیں ہم بس گناہ کے

(۳)

دُنیا میں تنگدست پریشان حال ہیں ۔۔۔ آئے کبھی نہ راحت و آرام خواب میں
چھوڑیں نہیں نماز نہ روزے نہ حج زکوٰۃ ۔۔۔ ایسا نہ ہو وہاں بھی رہیں ہم عذاب میں

مستند قاری صاحب کی ضرورت

مدرسہ تجوید القرآن میں بچوں کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے ایک مستند قاری صاحب کی ضرورت ہے۔ مندرجۂ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیے۔

ناظرینِ خدام الدین سے التماس ہے کہ جن اصحاب کو کسی مستند اور ضرورت مند قاری صاحب کا پتہ ہو وہ ہمیں اور قاری صاحب کو مطلع فرما کر ثوابِ دارین حاصل فرمائیں۔

المشتہر:- ملک محمد اقبال سکرٹری انجمن اسلامیہ گکھڑ منڈی۔ ضلع گوجرانوالہ۔

التوضیح عن رکعات التراویح

مولفہ مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری صاحب

یہ کتاب بیس رکعت تراویح کے اثبات میں لکھی گئی ہے اس قسم کی محققانہ اور جامع تصنیف ابتک اس موضوع پر نہ لکھی گئی ہوگی۔ انداز بیان دلکش ہے اور بشکل مکالمہ ہونے کی بنا پر نہایت ہی دلچسپ ہے۔ کتابت و طباعت خوشنما اور سرورق رنگین ہے۔ صفحات ۱۴۴۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ:

اسلامیہ ٹرسٹ کوچہ سرکی بندان اندرون لوہاری دروازہ لاہور

مرکز شیرانوالہ

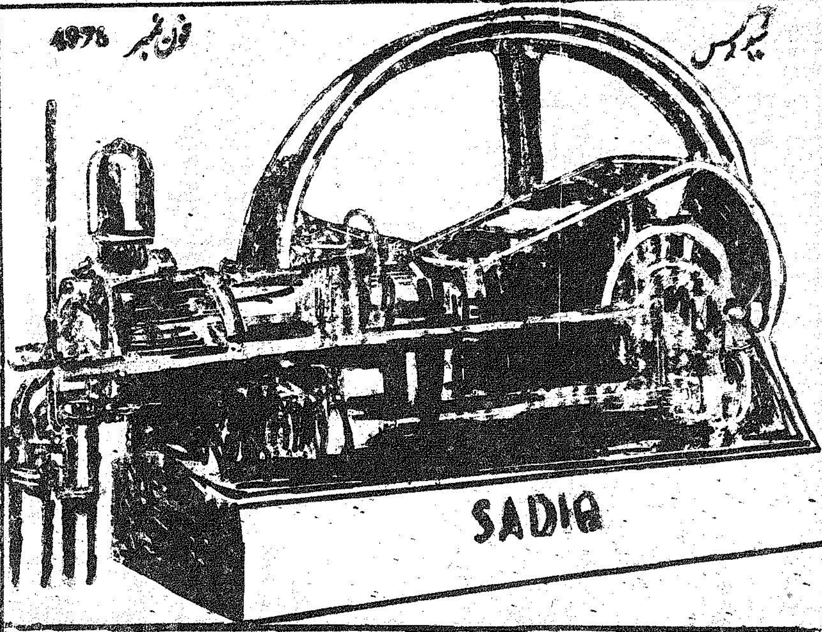
اعلان

برانچ انجمن خدام الدین کے زیرِ اہتمام مدرسہ قادریہ تعلیم القرآن کا اجراء

مخیر حضرات اور منفقین مخلصین جماعت احباب سے خصوصی اور عامۃ الناس عمومی سے استدعا ہے کہ دینی کارِ خیر میں حصّہ لے کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔ نوٹ۔ ایک مسجد بھی زیرِ تعمیر ہے۔

پتہ:

ناظم حکیم محمد ابراہیم مسلم آباد۔ ڈاکخانہ باغبانپورہ لاہور



کتاب اللہ کی صحیح تعظیم

(از جناب مولانا محمد صابر صاحب مسجد لائن والی شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اس دورِ پُرفتن میں جہاں کہ مسلمان نوجوان کے دل میں مغربی تہذیب چٹکیاں لے رہی ہو۔ ہوسٹلوں اور کالجوں میں تعلیم و تربیت کے نام سے اس کو اہل یورپ نے لادینی و حیا سوزی کے زہریلے انجکشن لگا دیئے ہوں۔ جن کی تاثیر سے اس کو پاک ملک کی زمام حکومت سنبھالتے وقت بھی رقص و سرود کے میلے لگانے میں کوئی باک نہیں۔ لیکن اللہ کی کلام کا معجزہ دیکھئے کہ ایسی مسخ شدہ ذہنیت رکھنے والوں کو بھی قانون سازی کے موقعہ پر کتاب و سنت کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں رہا۔ اور مسلمانوں کی اکثریت بھی تعظیم قرآن کا جذبہ اپنے دلوں میں رکھتی ہے۔ لیکن شقیِ ازلی شیطانِ لعین نے دربار ایزدی میں جو ساری اولادِ آدم کو گمراہ کرنے کی قسم کھائی تھی۔ اُس کو بروئے کار لانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا رہتا ہے۔ کہ اگر کسی قوم میں دینی تخیلات قائم بھی ہوں۔ تب بھی اُن میں عملی رُوح مفقود ہو جائے۔ ان جذبات و احساسات میں سے ایک تعظیم کتاب اللہ کا مسئلہ بھی ہے۔ کہ عموماً مسلمان قرآن مجید کو اچھے کپڑے کے غلاف میں ملبوس کرنے اور اس کی طرف پیٹھ نہ کرنے اور کسی اُونچی جگہ رکھنے اور فقط باوضو تلاوت سے برکت حاصل کرنے کے لئے یا میّت کو ایصالِ ثواب کے لئے استعمال کرنا ہی قرآن کی آخری اور حتمی تعظیم گردانتے ہیں۔ حالانکہ جب ہم قرآن مجید میں غور کرتے ہیں تو سینکڑوں جگہ واضح طور پر تعظیم کے ان مروجّہ طریقوں کے علاوہ حقیقی عظمت و توقیر کا کچھ اور ہی پروگرام نکلتا ہے کہ جس کے اپنانے سے ہماری دارین کی بہتری کا نظام الاوقات سمجھ میں آتا ہے۔

مضمون کی طوالت سے بچنے کے لئے زیادہ آیات نہیں لانا چاہتا ہوں۔ صرف ایک لفظ کو لیتا ہوں کہ جس سے جامع طور پر طریقۂ تعظیم واضح ہوتا ہے وہ لفظِ کتاب ہے کہ سینکڑوں مقام میں اللہ تعالےٰ نے اپنی کلام کا نام کتاب ہی رکھا ہے۔ اگرچہ چند مقام میں قرآن مجید کو قرآن یا فرقان وغیرہ ناموں سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔ کئی سورتوں کے اوائل میں بھی آپ دیکھیں گے کہ قرآن مجید کو کتاب کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مثلاً سورہ بقرہ کی ابتدا میں ذٰلِكَ الْكِتٰبُ۔ سورہ ال عمران کی ابتدا میں نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ سورہ اعراف کی ابتدا میں كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ۔ سورہ یونس کی ابتدا میں تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ سورہ ہود کی ابتدا میں كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ سورہ یوسف کی ابتدا میں تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ سورہ رعد کی ابتدا میں تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ط سورہ ابراہیمؑ کی ابتدا میں كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ غرضیکہ سورہ حجر سورہ کہف سورہ شعراء سورہ نمل سورہ قصص سورہ لقمٰن سورہ سجدہ سورہ زمر سورہ المؤمن سورہ حٰم السجدہ سورہ زخرف سورہ دُخان سورہ جاثیہ سورہ احقاف سورہ طور ان سورتوں کی ابتدا میں بھی لفظ کتاب کا ذکر ہے۔ اب قابل غور یہ بات ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کتاب کے لفظ کی تعمیم فرما کر کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ کی کلام سے ہی دریافت کیا جائے کہ کتاب سے کیا مراد ہے۔ تو قرآن مجید کی اصطلاح میں بھی خط کو کتاب کہتے ہیں۔ دیکھئے سورہ نمل میں مذکور ہے کہ سلیمانؑ جب ہدہد پرندے کو مفقود پاتے ہیں تو غصّہ میں آکر اُس کو غیر حاضری کی سزا دینے کا ارادہ فرماتے ہیں۔ لیکن جب وہ جلدی آکر ملک سبا میں ملکۂ بلقیس اور اُس کی رعایا کی صحیح خبر لا کر معقول عذر پیش کرتا ہے۔ تو اُس کی تصدیق کے لئے اُسی کو ایک خط دے کر بھیجتے ہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ یہ ہیں۔ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا کہ یہ میرا خط لے جا اور جب خط بلقیس کو ملتا ہے تو وہ اپنے مشیروں سے اس کا تذکرہ کرتی ہے۔ اس جگہ بھی قرآن مجید میں کتاب کا لفظ مذکور ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ پارہ ع۱۹ رکوع ع۱۷ کہ مجھ پر معزز خط ڈالا گیا ہے۔ الغرض اللہ تعالےٰ کی کلام ہم سے کہتی ہے کہ میں اللہ تعالےٰ کا خط ہوں۔ دُنیا میں اپنے عزیزوں رشتہ داروں، دوستوں اور والدین کے خطوط آنے پر ہر انسان تمام کام چھوڑ کر اُن کو پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر خود پڑھا ہُوا نہیں ہے تو پڑھے لکھے لوگوں کی منت و سماجت کرتا ہے۔ تاکہ وہ اُس کا مفہوم سمجھا دیں۔ اور جب تک اُس خط کو پڑھ سُن نہیں لیتا۔ چین نہیں لیتا ہے۔ اب دُنیا میں انسانوں کے خطوط کی عظمت ملاحظہ فرمائیے کہ اگر کسی کے والد بزرگوار نے اپنے بیٹے کو خط لکھا ہو کہ میں کراچی سے پشاور کو فلاں ٹرین سے فلاں دن جا رہا ہوں۔ تم کو مطلع کیا جاتا ہے کہ تم فلاں دن یہ یہ سامان لاہور اسٹیشن پر لے کر پہنچ جاؤ۔ تو اگر اُس نے خط پڑھ کر تاریخ مقررہ کو سارا سامان مہیّا کر کے پہنچا دیا تو اُس کے والد صاحب لازماً بہت خوش ہونگے کہ میرے بیٹے نے خط کی قدر کی۔ اور بڑا وفادار نکلا۔ لیکن اگر بیٹے نے اُس خط کو ریشمی رومال میں معطر کر کے باندھ کر صندوقچی میں رکھ دیا ہوتا۔ اور اُس میں جو کچھ لکھا ہُوا تھا نہ پڑھا ہوتا اور نہ ہی اُس پر عمل کیا ہوتا۔ تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُس نے اپنے باپ کے خط کی بہت قدر کی ہے۔ بعینہٖ اللہ تعالےٰ کے خط کی بے قدری کے باعث موجودہ مسلمانوں کی حالت انحطاط پذیر ہو رہی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ کے خط کو سمجھنے کے لئے پریشان پھرتے اور سمجھنے کے بعد اُس پر عمل درآمد شروع کر دیتے۔ اور دُنیا کے اور کاموں سے اسی کو مقدم سمجھتے تو لازمی طور پر اللہ تعالےٰ کے انعامات کے مستحق ہوتے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام کی دُنیا میں کامرانی کا راز بھی اسی طریقہ کی تعظیم کتاب اللہ میں مضمر تھا۔ اور اب بھی مسلمانوں کی حالت کے تبدیل کرنے کے لئے یہی مجرّب نسخہ کارگر ہوسکتا ہے۔ ورنہ خسر الدنیا والآخرۃ قیامت کے دن رحمۃٌ للعالمین بھی اللہ کے دربار میں یہ درخواست پیش کر دیں گے۔ کہ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ پارہ ۱۹ رکوع ۱ یعنی اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن مجید کو متروک العمل سمجھ رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس دعوے دائر کرنے کے بعد مقدمے کا فیصلہ یوں ہوگا۔ کہ خالقِ اجسام و ارواح میدانِ محشر میں جب ان کو جوڑیں گے۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ اور جسم کی بروزت کو کمونیت اور روح کی کمونیت

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

ذکرِ الٰہی

از مولانا محمد شفیع عمر الدین صاحب - قتروار بار پور خاص

سلسلہ کے لئے دیکھو خدام الدین ۱۹؍اپریل ۱۹۵۷ء

(۸)

مال اور اولاد کے نشے میں ذکر الٰہی نہ بھول جاؤ

اللہ نے فرمایا ہے :-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (المنافقون رکوع ۲ پ ۲۸)

ترجمہ :- اے ایمان والو تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی ایسا کرے گا۔ سو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

(حضرت مولینا احمد علی صاحب)

حضرت شیخ الاسلام مولینا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے فرمایا ہے کہ آدمی کے لئے بڑے خسارے اور ٹوٹے کی بات ہے کہ باقی کو چھوڑ کر فانی میں مشغول ہو۔ اور اعلیٰ سے ہٹ کر ادنیٰ میں پھنس جائے اور مال اور اولاد وہی اچھی ہے جو اللہ کی یاد اور اس کی عبادت سے غافل نہ کر دے۔ اگر ان دھندوں میں پڑ کر خدا کی یاد سے غافل ہو گیا تو آخرت بھی کھوئی اور دنیا میں بھی سکون و اطمینان نصیب نہ ہوا۔

دنیا میں انسان صرف ایک بار آتا ہے۔ اس لیئے مال اور دولت کو صرف آخرت کا ذریعہ بنانا چاہیئے۔ اپنی ذات کو اور اولاد کو ذکر الٰہی کی طرف متوجہ رکھنا چاہیئے۔ کل کو قیامت کے دن اہل ذکر کو اس گھڑی پر حسرت ہوگی جو دنیا میں غفلت میں گذار دی تھی۔ اور اللہ اللہ نہ کیا تھا۔

مال اور اولاد کی فراوانی کے ہوتے ہوئے بھی ہر وقت ذکر الٰہی میں لگے رہنا حضرات اولیائے کرام کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔ اور ان کی صحبت پُر تاثیر میں رہ کر انسان سیکھ سکتا ہے۔ کہ مال و دولت کے بکھیڑوں میں پڑ کر کس طرح قلب کو متوجہ الی اللہ رکھا جائے۔

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نقشبندیہ سلسلہ کے بڑے بلند مرتبہ بزرگ گزرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیاوی اسباب اور مال و دولت بہت دیا تھا۔ جن میخوں سے آپ کے گھوڑے باندھے جاتے تھے۔ وہ سونے اور چاندی کی تھیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ یہ میخیں زمین میں گاڑی ہوئی ہیں اور اس فقیر کے دل میں نہیں گاڑی گئیں۔ یعنی تعلق باللہ کا یہ حال تھا کہ مال و دولت کی دل میں محبت نہ تھی۔ اور ہونا نہ ہونا برابر تھا۔

الحاصل ہمارا فرض ہے کہ مال و اولاد کی محبت میں پڑ کر ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوں بلکہ ان انعامات خداوندی سے اپنی آخرت کی کھیتی کو آباد کریں۔

ذکر الٰہی بکثرت کرو

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۙ وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝ (الاحزاب رکوع ۶ - پ ۲۲)

ترجمہ :- اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔ اور اس کی صبح و شام پاکی بیان کرو۔ (حضرت مولانا احمد علی صاحب)

الحاصل اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے، صبح و شام رات دن ہر وقت ذکر الٰہی کرتے رہنا چاہیئے۔ سفر میں، حضر میں، صحت میں، بیماری میں، ذکر بکثرت کرتے رہنا چاہیئے۔

ابن کثیرؒ مسند احمدؒ کے حوالہ سے حدیث لائے ہیں اکثروا ذکر اللہ حتیٰ یقولوا مجنون۔ اللہ کا ذکر بہت کیا کرو یہاں تک کہ لوگ تجھے مجنون کہنے لگیں۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے۔ کہ فریضہ کی حد مقرر ہے اور حالت عذر میں وہ بھی معاف ہے۔ لیکن ذکر الٰہی کی کوئی حد نہیں.... ابن کثیر۔

حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ یہاں صبح و شام سے بھی یہی مراد ہے کہ رات دن برابر ذکر کرو۔ یعنی کوئی وقت بھی ذکر سے خالی نہ ہو تو "بکرۃ واصیلا" کے معنی 'فی کل وقت' (ہر وقت کے ہوئے)

اب یہ بات رہ گئی کہ ہر وقت کیسے ذکر ہو۔ تو ہر وقت ذکر ہونے کی صورت یہ ہے کہ محل ذکر میں تعمیم لی جاوے۔ یعنی خواہ قلب سے ہو۔ خواہ زبان سے ہو تو تعمیم محل کے بعد دوام ممکن ہو گیا.....

مگر مہربانی کر کے اس مسئلہ (قلبی ذکر) کو نماز کی قرأت میں متعدی نہ کر لیجیئے۔ کیونکہ نماز کی قرأت و تکبیرات و تسبیح و تشہد وغیرہ اگر کوئی شخص قلب میں پڑھ لے اور زبان سے ادا نہ کرے تو نماز نہ ہوگی۔ ہاں گونگا البتہ معذور ہے۔ اس کی نماز محض تصور ہی سے ہو جائے گی۔ (از وعظ الصلاح والاصلاح)

یہ عادت بہت بری ہے کہ دو چار دن ذکر الٰہی میں گرمجوشی سے کام لیا جائے اور پھر بالکل چھوڑ دیا جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ۔ یعنی کاموں میں سب سے پیارا کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ بقول حضرت غزالیؒ جس وظیفہ کے کثیر پر مداومت نہ ہو سکے تو اس کا قلیل مداومت کے ساتھ بہتر ہے اور اس کی تاثیر بھی دل پر زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت بہت کے جو ہمیشہ نہ ہو سکے۔ اور ناغہ کے ساتھ ہو۔ اور جو تھوڑا وظیفہ ہو۔ مگر دائمی ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے پانی کے قطرے زمین پر پے در پے ٹپکتے ہوں کہ ان سے زمین میں گڑھا پڑ جاتا ہے۔ اگرچہ وہاں پتھر ہی ہو اور بہت سا جو ناغہ کے ساتھ ہو وہ ایسا ہے جیسے پانی یکبارگی یا کئی دفعہ دیر کے بعد گرا دیا جائے کہ اس کی تاثیر کچھ معلوم نہ ہوگی۔ (احیاء علوم الدین جلد اول باب دہم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شکر گزاری کی برکتیں

(از جناب ایم عبد الرحمٰن لودھیانوی بی۔اے۔ بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

اقسام انسان

اِنَّا ھَدَیۡنٰہُ السَّبِیۡلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوۡرًا ○ سورہ الدہر رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ- ہم نے انسان کو سجھائی راہ - یا حق مانتا ہے اور یا ناشکری کرتا ہے۔

اولاً اصل فطرت اور پیدائشی عقل و فہم سے پھر دلائلِ عقلیہ و نقلیہ سے نیکی کی راہ سجھائی جس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ سب انسان ایک راہ پر چلتے۔ لیکن گرد و پیش کے حالات اور خارجی عوارض سے متاثر ہو کر سب ایک راہ پر نہ رہے۔ بعض نے اللہ کو مانا اور اس کا حق پہچانا اور بعض نے ناشکری اور ناحق کوشی پر کمر باندھ لی۔

حلال روزی کھاؤ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو

وَکُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاشۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ۔ پ ۱۴ ع ۲۱

ترجمہ- سو کھاؤ جو روزی دی تم کو اللہ نے حلال اور پاک - اور شکر کرو اللہ کے احسان کا۔

جس کو خدا کی پرستش کا دعویٰ ہو۔ اُسے لائق ہے کہ خدا کی دی ہوئی حلال و طیّب روزی سے تمتع کرے اور اس کا احسان مان کر شکر گزار بندہ بنے حلال کو حرام نہ سمجھے اور نعمتوں سے فائدہ اُٹھاتے وقت منعم حقیقی کو نہ بھولے بلکہ اس پر اور اُس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں پر ایمان لائے اور اسی کے احکام اور ہدایات کی پابندی کرے۔ کتنا بڑا احسان ہے کہ ہم نے طیبات سے گریز کیا تو اس گریز سے منع فرمایا۔ اور اگر کسی نے غلطی سے طیبات کو اپنے اُوپر حرام ہی کر لیا۔ تو اُس کو حفاظت یمین کے ساتھ اس سے حلال ہونے کا طریقہ بھی بتلا دیا۔

نعمائے الٰہیہ

اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتی ہے۔ سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا۔ وُہی اپنی خوشی کے موافق دیتا ہے۔ لہٰذا اس کے شکر گزار بنو اور اسی کی بندگی کرو۔ وہیں تم کو لوٹ کر جانا ہے آخر اس وقت کیا مُنہ دکھاؤگے۔

انقلاب لیل و نہار

اللہ تعالےٰ ہی رات دن کا اُلٹ پھیر کرتا رہتا ہے۔ تاکہ رات کی تاریکی اور خُنکی میں سکون و راحت بھی حاصل کرو اور دن کے اُجالے میں کاروبار بھی جاری رکھ سکو۔ اور روز و شب کے طرح طرح کے انعامات پر حق تعالےٰ کا شکر ادا کرتے رہو۔

سمندروں میں کشتیوں اور جہاز رانی کا نظارہ

کیا نہ دیکھا تُو نے۔ کہ جہاز چلتے ہیں سمندر میں اللہ کی نعمت لے کر تاکہ دکھلائیں تجھ کو اپنی قدرت کے نمونے۔ البتہ اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنیوالے اور احسان ماننے والے کے لئے۔

جہاز بھاری بھاری سامان اُٹھا کر خدا کی قدرت اور فضل و رحمت سے کس طرح سمندروں کی موجوں کو چیرتا پھاڑتا ہُوا چلا جاتا ہے۔ اس بحری سفر کے احوال و حوادث میں غور کرنا انسان کے لئے صبر و شکر کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ جب طوفان اُٹھ رہے ہوں۔ اور جہاز پانی کے تھپیڑوں میں گھرا ہو اس وقت بڑے صبر و تحمل کا کام ہے۔ اور جب اللہ نے اس کشمکشِ موت و حیات سے صحیح و سالم نکال دیا تو ضروری ہے کہ اُسکا احسان مانے۔

اکثر بڑی بڑی تجارتیں جہازوں کے ذریعہ سے ہوتی ہیں۔ اُن سے جو منافع حاصل ہوں یہی اللہ کا فضل ہے۔ ان تمام انعامات پر انسان کو چاہیئے کہ مالک کا شکر کرے۔

زراعت اور شجر کاری کی برکتیں

اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو پہچان کر شکر گزاری کی طرف متوجہ ہوں۔ اور یہ بھی سمجھیں کہ جو خُدا مردہ زمین کو زندہ کرتا رہتا ہے۔ وہ ایمانی حیثیت سے ایک مردہ قوم کو زندہ کر دے کیا مشکل ہے۔

پھل اور میوے قدرت الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ کافروں کے ہاتھ میں یہ طاقت نہیں کہ ایک انگور یا کھجور کا دانہ پیدا کر لیں۔ جو محنت اور تردد باغ لگانے اور اس کی پرورش کرنے میں کیا جاتا ہے۔ اس کو بار آور کرنا صرف اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے تو جو کام بظاہر اُن کے ہاتھوں سے ہوتا ہے۔ وہ بھی فی الحقیقت حق تعالےٰ کی عطا کی ہوئی قدرت و طاقت اور اسی کی مشیت اور ارادہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر حیثیت سے اس کی شکر گزاری اور احسان شناسی واجب ہوئی۔

جانوروں کے فائدے

اللہ کے کیسے کیسے انعام و احسان تم پر ہوتے ہیں۔ اُونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، خچّر وغیرہ جانوروں کو تم نے نہیں بنایا۔ اللہ نے اپنے دست قدرت سے انہیں پیدا کیا ہے۔ پھر تم کو محض اپنے فضل سے ان کا مالک بنا دیا۔ کہ جہاں چاہو بیچو۔ اور جو چاہو کام لو۔ کیسے کیسے شہ زور جانوروں پر آدمی سواری کرتا ہے اور بعض کو کاٹ کر اپنی غذا بناتا ہے۔ علاوہ گوشت کھانے کے ان کی کھال، ہڈی اُون وغیرہ سے کس قدر فوائد حاصل کئے جاتے ہیں۔ اُن کے تھن کیا ہیں گویا دودھ کے چشمے ہیں۔ ان ہی چشموں کے گھاٹ سے کتنے آدمی سیراب ہوتے ہیں۔ لیکن شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔

نزول بارانِ رحمت

بھلا دیکھو تو پانی کو جو تم پیتے ہو کیا تم نے اُتارا اُس کو بادل سے یا ہم ہیں اُتارنے والے۔ اگر ہم چاہیں تو کر دیں اس کو کھارا۔ پھر کیوں نہیں احسان مانتے۔ بارش بھی ہمارے حکم سے آتی ہے اور زمین کے خزانوں میں وہ پانی ہم ہی جمع کرتے ہیں۔ تم کو کیا قدرت تھی کہ پانی بنا لیتے یا خوشامد اور زبردستی کر کے بادل سے چھین لیتے۔ ہم چاہیں تو

میٹھے پانی کو بدل کر کھاری کڑوا بنا دیں جو نہ پی سکو نہ کھیتی کے کام آئے۔ پھر احسان نہیں مانتے کہ ہم نے میٹھے پانی کے کتنے خزانے تمہارے ہاتھ میں دے رکھے ہیں۔ ہم نے تم کو زمین میں جگہ دی اور اُس میں تمہارے لئے روزیاں مقرر کردیں تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

انسان ناشکرا ہے

جو چیزیں تم نے زبانِ قال یا حال سے طلب کیں اُن میں سے ہر چیز کا جس قدر حصّہ حکمت و مصلحت کے موافق تھا مجموعی طور پر تم سب کو دیا۔

خدا کی نعمتیں اتنی بے شمار بلکہ غیر متناہی ہیں کہ اگر تم سب مل کر اجمالاً ہی گنتی شروع کرو تو تھک کر اور عاجز ہوکر بیٹھ جاؤ۔ جنسِ انسان میں بہتیرے بے انصاف اور ناسپاس ہیں جو اتنے بے شمار احسانات دیکھ کر بھی منعمِ حقیقی کا حق نہیں پہچانتے۔

دغاباز اور ناشکر گزاروں کو اگر ایک خاص میعاد تک مہلت دی جائے تو یہ مت خیال کرو کہ وہ اللہ تعالےٰ کو خوش آتے ہیں۔ یہ مہلت بعض مصلحتوں اور حکمتوں کی بناء پر ہے۔ آخری انجام یہی ہوتا ہے کہ اہلِ حق غالب ہوں اور باطل پرستوں کو مغلوب کیا جائے۔

انسان اتنے احسانات و انعامات دیکھ کر بھی اللہ تعالےٰ کا حق نہیں مانتا۔ منعمِ حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کے سامنے جُھکنے لگتا ہے۔

کافر بن کر خدا کے انعامات و حقوق کا انکار کرو گے۔ تو تمہارا ہی نقصان ہے۔ اُس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ کفر سے راضی نہیں۔

اپنے بندوں کے ناشکرے ہونے سے وہ ناخوش ہوتا ہے اور اس چیز کو ان کے لئے پسند کرتا ہے کہ بندے اس کا حق مان کر مطیع و شکرگزار بنیں۔

یہ بات اُس کو پسند ہے جس کا نفع اُن ہی کو پہنچتا ہے۔ ناشکری کوئی کرے اور پکڑا کوئی جائے ایسا اندھیر اس کے یہاں نہیں ہے۔ جو کرے گا سو بھرے گا۔

منعمِ حقیقی کی حق شناسی یہ تھی کہ قول و فعل اور جان و دل سے اس کا شکر ادا کرتے۔ بہت سے لوگ شکر کی بجائے شرک کرتے ہیں۔

جب اللہ فراخی اور عیش دے تو خوب شکر ادا کرتے رہیں اور تکلیف و مصیبت آئے تو صبر و تحمل اختیار کرکے اللہ سے مدد مانگیں۔

اعضائے بدن کا شکریّہ

دِل کا شکر یہ ہے کہ منعمِ حقیقی کو پہچانے اور یہ جانے کہ جو نعمت بھی مجھے ملی ہے یہ اللہ تعالےٰ ہی کی بے انتہا مہربانی کے سبب سے ہے۔

زبان کے ساتھ شکر کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ خدا کو یاد کرتا رہے۔ اور الحمدللہ اکثر اوقات پڑھتا رہے۔ کیونکہ اس کلمہ کے پڑھنے سے شکر کا حق کسی قدر پورا ہو جاتا ہے۔

اعضاء کا شکر یہ ہے کہ اس عضو کو خُدا کی اطاعت میں صرف کرے مثلاً آنکھ کا شکر یہ ہے کہ مخلوق کی طرف عبرت حاصل کرنے کے لئے دیکھے اور علماء و صُلحا کو عزّت کی نگاہ سے دیکھے اور ضعیفوں اور عاجزوں پر شفقت کی نگاہ سے دیکھے۔

کان کا شکر یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی کلام کو سُنے۔ اور نبیؐ کی احادیث بزرگانِ دین کے حالات، مشائخ اور اہلِ یقین کی نصیحتیں سُنے۔

ہاتھ کا شکر یہ ہے کہ فقیروں اور حتاجوں کے ساتھ احسان کرے۔

پاؤں کا شکر یہ ہے کہ اِن کے ذریعہ مسجدوں میں، عبادت گاہوں میں اور علماء اور صوفیائے کرام کی زیارت کے لئے جائے۔

از ماہ تا بماہی و از عرش تا بفرش
ہر ذرّہ از وجودِ تو مستغرقِ نعم

دیکھو اور غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تمہاری ہر قسم کی ضروریات کا اپنے فضل و کرم سے انتظام فرماتا ہے اور کیسی علمی و عملی قوتیں مرحمت فرماتا ہے جن سے کام لے کر انسان عجیب و غریب تصرفات کرتا رہتا ہے۔ پھر کیا ممکن ہے کہ جس نے مادی اور جسمانی دُنیا میں اس قدر احسانات فرمائے ہیں کیا روحانی تربیت و تکمیل کے سلسلہ میں ہم پر اپنا احسان پورا نہ کرے گا بے شک وہ پورا کر چکا۔ بیشک ضروری ہے کہ سب لوگ اُس کے آگے گردنیں جھکا دیں اور اس منعمِ حقیقی اور محسنِ اعظم کے مطیع و منقاد ہوکر رہیں۔ اگر اس قدر احسانات حاصل کرکے بھی خُدا کے سامنے نہ جھکیں تو آپ غم نہ کھائیں۔ بیشک بعض بندے شکرگزار بھی ہیں۔ لیکن اکثروں کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے انعامات کو دیکھتے ہیں اور اس کے احسانات کو سمجھتے ہیں۔ مگر جب شکرگزاری اور اظہارِ اطاعت کا وقت آتا ہے تو سب بھول جاتے ہیں۔ گویا دل سے سمجھتے ہیں اور عمل سے انکار کرتے ہیں۔

مسلمانوں سے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب ہماری طرف سے تم پر اتمامِ نعمت مکمل ہوچکا تو اب تم کو لازم ہے کہ ہم کو زبان سے دل سے، ذکر سے فکر سے، ہر طرح سے یاد کرو اور ہماری اطاعت کرو۔ ہم تم کو یاد کریں گے۔ یعنی نئی نئی رحمتیں اور عنایتیں تم پر ہوتی رہیں گی اور ہماری نعمتوں کا شکر خوب ادا کرتے رہو۔ اور ہماری ناشکری اور معصیت سے بچتے رہو۔

شکر کا فائدہ شاکر کو پہنچتا ہے

ہم نے حضرت لقمان کو حکمت دی اور کہا کہ اس احسانِ عظیم اور دوسرے احسانات پر منعمِ حقیقی کا شکر ادا کرو۔ اور حق مانو۔ لیکن واضح رہے کہ اس حق شناسی اور شکرگزاری سے خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ جو کچھ فائدہ ہے خود شاکر کا ہے۔ کہ دُنیا میں مزید انعام اور آخرت میں اجر و ثواب کا مستحق ٹھیرتا ہے۔ اگر ناشکری کی تو اپنا نقصان کریگا۔ اللہ تعالےٰ کو اُس کے شکریہ کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ اس کی حمد و ثنا تو ساری مخلوق زبانِ حال سے کر رہی ہے اور بفرضِ محال کوئی تعریف کرنے والا نہ ہو تب بھی جامع الصفات اور منبع الکمالات ہونے کی بناء پر وہ بذاتِ خود محمود ہے۔ کسی کے حمد و شکر کرنے یا نہ کرنے سے اس کے کمالات میں ذرہ بھر کمی بیشی نہیں ہوتی۔

شکر کا انعام اور ناشکری کی سزا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے کہ وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے اعلان فرما دیا کہ اگر احسان مان کر زبان دل سے میری نعمتوں کا شکر ادا کروگے تو اور زیادہ نعمتیں ملیں گی (جسمانی اور رُوحانی اور دنیوی و اُخروی ہر قسم کی) اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے۔ یعنی موجودہ نعمتیں سلب کر لی جائینگی اور ناشکری کی مزید سزا الگ رہی۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضورؐ کی خدمت میں ایک

سائل آیا آپؐ نے ایک کھجور عنایت فرمائی اس نے نہ لی یا پھینک دی۔ پھر دوسرا سائل آیا اُس کو بھی ایک کھجور دی۔ وہ بولا سبحان اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبرک ہے۔ آپؐ نے جاریہ کو حکم دیا کہ امّ سلمہؓ کے پاس جو چالیس درہم رکھے ہیں وہ اس شکرگزار سائل کو دلوا دے۔

کفرانِ نعمت کا ضرر تم ہی کو پہنچے گا۔ خدا کا کچھ نہیں بگڑتا اسے تمہارے شکریوں کی کیا حاجت ہے کوئی شکر ادا کرے یا نہ کرے بہرحال اس کے حمید و محمود ہونے میں کچھ کمی نہیں آتی۔ صحیح مسلم میں حدیث قدسی ہے۔ جس میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے جن و انس سب کے سب ایک اعلیٰ درجہ کے متقی شخص کے نمونہ پر ہو جائیں تو اس سے میرے ملک میں کچھ بڑھ نہیں جاتا۔ اور اگر سب اگلے پچھلے جن و انس مل کر بفرضِ محال ایک بدترین انسان جیسے ہو جائیں (العیاذ باللہ) تو اس سے میرے ملک میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوتی۔

پیدائشی انعامات

پیدائش کے وقت تم کچھ جانتے اور سمجھتے نہ تھے۔ خدا تعالیٰ نے علم کے ذرائع اور سمجھنے والے دل تم کو دیئے جو بذات خود بھی بڑی نعمتیں ہیں۔ اور لاکھوں نعمتوں سے متمتع ہونے کے وسائل ہیں۔ اگر آنکھ، کان اور عقل وغیرہ نہ ہو تو ساری ترقیات کا دروازہ ہی بند ہو جائے۔ جوں جوں آدمی کا بچہ بڑا ہوتا ہے اس کی علمی و عملی قوتیں بتدریج بڑھتی جاتی ہیں۔ اس کی شکرگزاری یہ تھی ان قوتوں کو مولیٰ کی اطاعت میں خرچ کرتے اور حق شناسی میں سمجھ بوجھ سے کام لیتے نہ کہ بجائے احسان ماننے کے اُلٹے بغاوت پر کمربستہ ہو جائیں اور منعمِ حقیقی کو چھوڑ کر اینٹ پتھروں کی پرستش کرنے لگیں۔

کانوں سے اس کی آیات تنزیلیہ کو سنو اور آنکھوں سے آیات تکوینیہ کو دیکھو۔ اور دلوں سے دونوں کے سمجھنے کی کوشش کرو۔ ان نعمتوں کا شکر یہ تھا کہ اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو ان کے کام میں لاتے۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ اکثر آدمیوں نے اکثر اوقات میں ان قوتوں کو بیجا خرچ کیا۔ وہاں ہر ایک شخص کو شکرگزاری اور ناشکرگزاری کا بدلہ مل جائے گا۔ اس وقت کوئی شخص یا کوئی عمل غیر حاضر نہ ہو سکے گا۔ جس نے پھیلایا اس کو سمیٹنا کیا مشکل ہے۔

اللہ شکور ہے

اللہ تعالیٰ نیک کاموں کا قدردان ہے اور بندوں کی سب باتوں کو خوب جانتا ہے۔ جو شخص اس کے حکم کو ممنونیت اور شکرگزاری کے ساتھ تسلیم کرتا ہے اور اس پر یقین رکھتا ہے تو عادل اور رحیم اللہ کو ایسے شخص پر عذاب کرنے سے کوئی تعلق نہیں یعنی ایسے شخص کو ہرگز عذاب نہیں دیگا۔ وہ تو سرکش اور نافرمانوں کو عذاب دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت عبادت کیا کرتے تھے۔ رات کو اتنا قیام فرماتے تھے۔ کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے تھے۔ عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ آپؐ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیئے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کیا میں اللہ کا شکر ادا نہ کروں۔

پیغمبروں کی شکرگزاری

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ط إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۝ پ۱۵ ع۱ تم جو اولاد ہو ان لوگوں کی جن کو ہم نے سوار کیا نوحؑ کے ساتھ۔ بے شک وہ شکرگزار بندہ تھا۔ جو احسان تمہارے بڑوں پر کیا تھا اس کو مت بھولو۔ دیکھو نوحؑ کیسے احسان شناس اور حق ماننے والے بندے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون شکرگزار ہو سکتا ہے۔ "أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا" حضرت سلیمان ہر ہر قدم پر حق تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچانتے اور ہمہ وقت شکرگزاری کے لئے تیار رہتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا تھا۔ "اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا" کام کرو اے داؤد کے گھر والو احسان مان کر۔

جب بلقیس کا تخت حضرت آصف بن برخیا حضرت سلیمانؑ کے سامنے آنکھ کے جھپکنے میں اُٹھا لائے تو فرمانے لگے کہ یہ اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچ گئے ہیں۔ چونکہ صحابی کی کرامت اُس کے نبی کا معجزہ اور اُس کے اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے اس لئے حضرت سلیمانؑ پر اس کی شکرگزاری عائد ہوتی۔

شکرگزاری کا نفع شاکر ہی کو پہنچتا ہے۔ کہ دُنیا و آخرت میں مزید انعامات مبذول ہوتے ہیں ناشکری کرے گا تو خدا کا کیا نقصان۔ وہ ہمارے شکریوں سے قطعاً بے نیاز اور بذات خود کامل الصفات اور منبع الکمالات ہے۔ ہمارے کفران نعمت سے اس کی کسی صفتِ کمالیہ میں کمی نہیں آ جاتی۔ یہ بھی اس کا کرم ہے کہ ناشکروں کو فوراً سزا نہیں دیتا۔ ایسے کریم کی ناشکری کرنے والا پرلے درجہ کا بے حیا اور احمق ہے۔ حق تعالیٰ اپنے فضل سے اگر عذاب میں تاخیر کرتا ہے تو چاہیے تھا اس مہلت کو غنیمت سمجھتے اور اُس کی مہربانی کے شکرگزار ہو کر ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کرتے۔ لیکن وہ اس کے خلاف ناشکری کرتے اور اپنے منہ سے عذاب مانگتے ہیں۔

آلِ داؤدؑ کو حکم ہوا کہ ان عظیم الشان انعامات و احسانات کا شکر ادا کرتے رہو۔ محض زبان سے نہیں بلکہ عمل سے وہ کام کرو۔ جن سے حق تعالیٰ کی شکرگزاری ٹپکتی ہو۔ بات تو یہ ہے کہ احسان تو خدا کم و بیش سب پر کرتا ہے۔ لیکن پورے شکرگزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔ جب تھوڑے ہیں تو قدر زیادہ ہوگی۔ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ لہٰذا کامل شکرگزار بن کر اپنی قدر و منزلت بڑھاؤ۔ کہتے ہیں کہ داؤدؑ نے تمام گھر والوں پر اوقات تقسیم کر دیئے تھے۔ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی وقت ایسا نہ تھا جب اُن کے گھر میں کوئی نہ کوئی شخص عبادتِ الٰہی میں مشغول نہ رہتا ہو۔

حضرت سلیمانؑ چیونٹی کی بات سمجھ کر حیران ہوئے اور فرطِ سرور و نشاط سے اداءِ شکر کا جذبہ جوش میں آیا۔ کہنے لگے اے اللہ! میں حیران ہوں تیرے انعامات عظیمہ کا شکریہ کس طرح ادا کروں پس آپ ہی سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے پورا شاکر بنا دیجئے۔ زبان سے بھی اور عمل سے بھی۔ اور اعلیٰ درجہ کے نیک بندوں یعنی انبیاء و مرسلین میں محشور فرمائیے۔

حضرت ابراہیم بھی خدا تعالیٰ کے احسانوں کا حق ماننے والے تھے۔ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ط ابراہیمؑ خدا کا کامل مطیع و فرمانبردار بندہ تھے جو ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کا ہو رہے تھے۔ وہ خدا کا شکرگزار بندہ تھا۔ تم سخت ناسپاس اور کفران نعمت

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

(بقیہ کتاب اللہ کی صحیح تنظیم صفحہ ١٧ سے آگے)

کو باز ہونے کا حکم دیں گے۔ تو نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ قرآن مجید سے بے اعتنائی کرنیوالا اندھا کرکے اُٹھایا جائے گا۔ بطور شہادت قرآن مجید کی آیات رقم کی جاتی ہیں۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○ سورہ طٰہٰ رکوع ٧ پارہ ١٦

ترجمہ۔ اور جس شخص نے میرے ذکر سے (قرآن مجید سے) منہ پھیرا تو بے شک اُس کے لئے تنگی کی گزران ہے۔ اور قیامت کے دن اُس کو اندھا کرکے اُٹھائینگے۔ وہ کہے گا اے رب مجھ کو اندھا کرکے کیوں اُٹھایا گیا۔ حالانکہ میں دُنیا میں بینا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا اسی طرح ہی پہنچی تھیں تجھے میری آیتیں۔ پھر تو نے اُن کو بُھلا دیا۔ آج اسی طرح تو بھی بھلایا جا رہا ہے۔

اور اس سمیع و بصیر کے نزدیک دُنیا میں بھی اُس کو اندھا شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کو حق ماننے کی حجت نظر نہیں آتی چنانچہ تیرھویں پارہ کے نصف میں ارشاد ہے۔ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

ترجمہ۔ کیا پس وہ شخص جو جانتا ہے۔ تحقیق جو چیز اُتاری گئی ہے تیری طرف تیرے رب سے وہ ٹھیک ہے۔ اُس جیسا ہے کہ وہ اندھا ہے سوائے اس کے نہیں۔ عقلمند نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ حاصل یہ نکلا کہ عنداللہ و عندالرسول وہ بصیرت والا ہے جو کہ اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ احکام کو ٹھیک سمجھے۔ اور جو ان میں شک لائے وہ اندھا ہے۔ یہ وہی نور فطرت ہے جو ابتداً ہر شخص میں موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی بچہ مگر پیدا کیا جاتا ہے فطرت (اسلام) پر پھر اس کے ماں باپ اُس کو یہودی یا نصرانی یا آتش پرست بنا دیتے ہیں۔ گویا کہ جیسا ماحول ہو اُسی لحاظ سے اُس کی کمی بیشی اور فقدان کا دارومدار ہے۔ جیسے آنکھوں کی بینائی سلب ہو جانے سے دُنیا کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کفر و شرک میں مبتلا ہو کر نور فطرت کے ختم ہو جانے سے حیاتِ اُخروی بالکل برباد ہو جاتی ہے۔ جیسے مردہ چشم میں بینائی تو نابود ہوتی ہے۔ لیکن کسی ظاہری عارضے کی وجہ سے بینائی میں فرق پڑ جاتا ہے یا بعض صورتوں میں کچھ بھی نظر نہیں آتا ہے۔ مثلاً موتیا بند کے مریض کی تو ایسے موقعہ پر علاج معالجہ اور اپریشن کرانے سے نظر بحال ہوسکتی ہے اور بینائی حاصل ہونے کے بعد سورج اور چاند۔ سیارگان۔ بجلی۔ موم بتی بلکہ رات کو ایک دیا سلائی سلگانے سے پتہ چل سکتا ہے پچھلی اندھیری کوٹھڑی میں کون کونسی چیزیں پڑی ہوئی ہیں۔ اسی طرح اگر نور فطرت دل میں موجود ہو لیکن ظاہری ماحول کی وجہ سے قرآن مجید کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ تو اس کے لئے کسی صاحبِ دل کی صحبت یا تلقین اور عالم ربانی کی تقریر و تدریس اُس کے دل میں نور فطرت کے جلا دینے کے لئے موید ہوسکتی ہیں۔ اور جس طرح ظاہری اندھے کو دوپہر کے وقت گرمیوں کے دنوں میں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ اسی طرح نور فطرت کھوئے ہوؤں کو کتاب اللہ کے نور کی روشنی معلوم نہیں ہوتی۔ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

ترجمہ۔ برابر ہے اُن پر کیا ڈرائے تو اُن کو یا نہ ڈرائے نہیں ایمان لائیں گے۔

غرضیکہ سید الانبیاء کی صحبت سے بھی ایسے لوگ فیض نہیں حاصل کر سکتے جیسے کہ ابوجہل۔ ابولہب اور عتبہ وغیرہ مشرکین مکہ ہدایت کے نور سے محروم ہی رہے۔ حالانکہ وہ حضورؐ کے قریب تر تھے۔ جبکہ اس مشعلِ ہدایتؐ کی روشنی حبشہ۔ شام۔ عجم اور عراق سے ہوتے ہوئے ساری دُنیا میں پھیل گئی ہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ بدنصیب لوگ ہر زمانے میں ہی محروم رہے۔ عموماً اس دور میں اُن لوگوں کا نور فطرت بحال ہے جو دیہات اور جنگلات میں بسنے والے ہیں۔ کیونکہ وہاں تک فرنگی تعلیم کا اثر نہیں پہنچا۔ جب ان لوگوں کو قرآن مجید کی آواز پہنچائی جائے تو لبّیک کہنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن اُن کی نسبت شہری آبادی میں جو لوگ مغربی تہذیب کے شیدائی نظر آتے ہیں۔ اُن کے نور فطرت کو جلا دینے کے لئے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان منچلوں کو جب قرآن اور سُنّتِ رسول کی طرف دعوت دی جائے تو سینکڑوں کیل کانٹے نکالتے ہوئے قرآن اور اسلام کو غیر مہذب وحشیوں کا نظام العمل بتاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ پُرانی تہذیب نئے مہذبوں کو موزوں نہیں ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے انگریزی خواں بھائیوں کو قرآن مجید کا حقیقی ادب کرنے اور اس میں غور و فکر کرکے چشم بصیرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

تو اگر خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

(بقیہ ذکر الٰہی صفحہ ١٨ سے آگے)

صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا حال لوگوں نے پوچھا تو فرمایا آپ کا عمل دائمی تھا۔ جب کوئی عمل کرتے تھے تو اس کو مستحکم کرتے تھے۔ بایں وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے کسی عبادت کا عادی کر دیا ہو اور وہ اس کو اُکتا کر چھوڑ دے تو اللہ تعالےٰ اس سے بہت ناراض ہوتا ہے۔ (احیاء علوم الدین باب وہم)

ہمیشہ مسنون وظائف اور اذکار کرنا چاہیئں۔ جن کا ذکر قرآن مجید اور احادیث شریف میں ملتا ہے۔ کیونکہ یہ سب فیوضات اور برکات سے لبریز ہیں۔ ان کو چھوڑ کر غیر مسنونہ ذکر و اذکار پہ کاربند ہونا اچھا نہیں۔ اس بارے میں مولینا احمد علی صاحب کی مندرجہ ذیل ہدایت خوب ذہن نشین کر لیں۔

"لہٰذا اگر آپ قبولیت دعا اور رحمت الٰہیہ کے امیدوار ہونا چاہتے ہیں۔ تو فقط اللہ تعالےٰ کا ذکر کیجئے اور اسی سے مانگئے۔ جن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کو یاد فرمایا ہے۔ ان الفاظ سے بہتر اور کوئی الفاظ یاد الٰہی کے لئے موزوں اور محبوب

ہماری کتب

حکایات صحابہؓ۔ فضائل ذکر۔ فضائل نماز۔ فضائل قرآن۔ فضائل رمضان۔ فضائل صدقات۔ چھ باتیں۔ نماز حنفی۔ فطرتی حکومت۔ خلیفہ نماز۔ رسول کی سنتیں۔ غلط مسئلے اور ہر قسم کی علمی، ادبی، سیاسی و تبلیغی کتب۔ ادارہ نشر و اشاعت دیوبند۔ ادارہ اسلامیات ملتان۔ انجمن خدام الدین لاہور۔ الفرقان لکھنؤ کی مطبوعات۔ ہفت روزہ خدام الدین لاہور۔ الصدیق ملتان۔ الفرقان انڈیا۔ بینگ۔ ہاشمی دار الکتب براہ ڈاکخانہ خیر المدارس ملتان

چمڑے کا سامان
ہولڈال — سوٹ کیس — اٹیچی کیس
فائیل بیگ - فینسی لیڈیز - ہینڈ بیگ -
چھاتہ وغیرہ
عمدہ اور نئے ڈیزائن
بازار سے بارعایت نرخوں پر خرید فرمائیں
پنجاب لیدر سٹورز ۹۳ انارکلی لاہور

بچوں کا صفحہ

عید الفطر

قاضی صلاح الدین صدیقی میرٹھی

بچو۔ رمضان شریف کے پورے روزے رکھنے کے بعد آج عید آ گئی ہے۔ شاید تمہیں معلوم ہو۔ عید مسلمانوں کا بڑا تیوہار ہے۔ عید کا پورا نام عید الفطر ہے۔ عید کے دن سب خوشی مناتے ہیں۔ اس کو بہت سے لوگ میٹھی عید بھی کہتے ہیں۔ عید پر ہر شخص مسرور نظر آتا ہے۔ عید گاہ جانے سے پہلے بچّہ سے لے کر بوڑھے تک سب اچھّے سے اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ اور خوشبو لگاتے ہیں۔

عید سے پہلے رمضان آتا ہے۔ جس میں روزے رکھے جاتے ہیں۔ دن بھر نہ کھاتے ہیں۔ نہ پیتے ہیں۔ دن بھر خدا کی یاد کرنا اچھا سمجھا جاتا ہے۔ یہ مہینہ بہت بزرگی والا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے رمضان کے روزے فرض فرمائے ہیں ہر مرد اور عورت پر جن کی عمر بارہ سال ہو گئی ہو۔ ان کے لئے روزے رکھنے فرض ہیں۔ اس رمضان کے مہینہ میں رات کو مسجدوں میں تراویح ہوتی ہیں۔ جس میں بیس رکعت پڑھی جاتی ہیں اور اُن رکعتوں میں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے۔ غرض یہ مہینہ عبادت کا مہینہ ہے۔ اس ماہ میں قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ اس لئے اس میں عبادت کی کثرت ہے اور ان روزوں کی خوشی میں عید منائی جاتی ہے۔ شام کو سورج ڈوب جانے پر روزہ کھولا جاتا ہے۔ صبح ہونے سے پہلے سحری میں کچھ کھا لینا۔ کھجور یا خرما سے روزہ کھولنا سنّت ہے۔ روزہ رکھنے سے ہر طرح کا فائدہ ہے۔ دن بھر بھوکے رہنے سے پیٹ صاف ہو جاتا ہے۔ امیروں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ غریب دن بھر بھوکے رہ کر کس طرح اپنے دن کاٹتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خطبے میں ذکر ہے۔ جس شخص نے اس مہینہ میں کوئی نیکی کی تو گویا اس کا نیکی کرنا ایسا ہے۔ جیسے اس نے کسی دوسرے مہینہ میں فرض ادا کئے اور جس نے اس مہینہ میں کوئی فرض ادا کیا۔ اس نے گویا اور مہینے میں ستر فرض ادا کئے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے۔ جس میں غریبوں کو اپنے کھانے پینے میں شریک کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکی کا ثواب ملتا ہے۔ سات سو تک۔ مگر روزہ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کا ثواب بیحد اور بے اندازہ ہے۔ اگر اخلاص اور صدق نیت سے بجا لاوے۔ کیونکہ وہ میرے واسطے ہے اور میں بدلہ دوں گا اُس کا جو چاہوں گا۔ اور جتنا چاہوں گا۔ اگرچہ یہ سب عبادتیں اللہ ہی کے واسطے ہیں۔ لیکن حق سبحانہٗ تعالیٰ نے روزے کو اپنے کرم سے خاص کیا۔

بچو! عید کا چاند دیکھنے کی سب کو خوشی ہوتی ہے۔ آخری روزہ کی شام کو لوگ میدانوں میں چاند دیکھنے جاتے ہیں بہت سے لوگ چھتوں پر چڑھ کر چاند دیکھتے ہیں۔ جب چاند دکھائی دے جاتا ہے۔ تو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ اسی وقت سے عید کا سامان ہونے لگتا ہے۔ لوگ کپڑے وغیرہ درست کرنے لگتے ہیں اور سویرے نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر نماز پڑھنے عیدگاہ کو جاتے ہیں۔ قریب قریب کے گاؤں گاؤں سے آدمی آتے ہیں اور ایک ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور کوئی رتبہ اور عہدہ نہیں دیکھا جاتا۔ اسلام کی نگاہ میں سب برابر ہیں۔ کتنی باقاعدہ منظم جماعت ہوتی ہے۔ لاکھوں آدمی ایک ساتھ جھکتے ہیں۔ ایک ساتھ دو زانو بیٹھ جاتے ہیں اور یہ عمل بار بار ہوتا ہے۔ گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بجلی کی لاکھوں بتیاں ایک ساتھ روشن ہو جاتی ہیں۔ اور ایک ساتھ بجھ جاتی ہیں کتنا پُر احترام اور رعب انگیز نظارہ ہے جس کی ہم آہنگی اور وسعت اور تعداد دلوں پر ایک وجدانی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ گویا اخوت کا ایک رشتہ ان تمام روحوں کو منسلک کئے ہوئے ہے۔

عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ جس کا سُننا سُنت ہے اس میں عید کے احکام بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد لوگ آپس میں ایک دوسرے سے عید ملتے ہیں۔ اور مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ پھر رشتہ داروں کے یہاں عید ملنے جاتے ہیں۔

جو لوگ روزے رکھتے ہیں۔ وہ اپنے روزوں کی خیرات بھی کرتے ہیں جس کو فطرہ کہتے ہیں۔ جن کے پاس مال و جائداد ہے۔ وہ اپنے حساب کے مطابق خیرات کرتے ہیں۔ جس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ (بشکریہ الجمعیۃ دہلی)

فون ۴۷۰۶ تار حق کو لاہور
ریڈی میڈ کپڑوں کے لئے
ایچ - ایم حیات اینڈ سنز
ٹیلرز اینڈ ڈرائیرز
149 انارکلی — 45/4 دی مال لاہور
تشریف لائیں

پاپولر
پنکھے
تیار کردہ
میاں عبدالرحیم اینڈ سنز
ریلوے روڈ ۔ گجرات

تار کا پتہ ۔ زینت + فون ۲۸۹۰ ۔ ۲۸۲۵
زینت ملز کا بہترین سُوت اور کپڑا
S S S S S S S
۲۰ ۔ ۳۰ ۔ ۳۲ ۔ ۴۰ اور ۲/۲۰ ۔ ۲/۳۰ ۔ ۲/۴۰
کا سوت بہترین کوالٹی دو ربیٹن مارکہ خرید کر استعمال کریں
جو کپڑے کی پائیداری کوالٹی اور نفاست کیلئے بیحد مفید ثابت ہو چکا ہے
ہم اپنی مل کا تیار شدہ کپڑا عنقریب مارکیٹ میں پیش کر رہے ہیں
زینت ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ سرگودھا روڈ فیصل آباد
پوسٹ بکس ۲۱ لائل پور

پاکستان کا تیار کردہ
بہترین گوٹہ پٹہ سلمہ ستارہ کی مشہور دکان
بمبئے زری ہاؤس رجسٹرڈ
شاہ عالم مارکیٹ ۔ لاہور
فون ۲۸۴۱

پنجاب بسکٹ
پاکستان کے لذیذ ترین بسکٹ
تیار کردہ
پنجاب بسکٹ فیکٹری
لاہور فون نمبر ۴۱۲۲

قائم شدہ ۱۹۰۲ء
آپ کی قدیم اور محبوب دکان
ٹیلیفون نمبر ۳۲۹۹
چائنہ مارٹ
دھنی رام سٹریٹ انار کلی لاہور
جہاں آپ کو
اعلےٰ درجہ کے ٹی ڈنر، کافی فروٹ سیٹ، شیشے کے لیمن سیٹ، پھولدان فروٹ ڈش، ٹمبل ویر گیس لیمپ
سٹوو اور نمائش کیلئے لکڑی کے دیدہ زیب ٹیبل لیمپ وغیرہ مناسب قیمتوں پر دستیاب ہو سکتے ہیں ۔

ESG
فون 5059
مصنوعات
اے ۔ سی
ٹیبل اور سیلنگ فین
ایسٹرن سٹیل انڈسٹریز
بادامی باغ
لاہور
پاکستان

Elite ink
Elite ink
S.S. PRODUCTIONS
Elite
سٹیشنری و مصنوعات
الائیٹ انک
منیجر تقسیمات
ایس ایس ڈسٹری بیوٹرز پوسٹ بکس ۱۴۲ لاہور
اب ہر سٹیشنری سٹور پر دستیاب ہے

عید کے موقعہ پر
ایشیا کا بہترین سینٹ و تیل
سپرٹ و الکوحل سے پاک
رشک منیر
پھولوں کا سینٹ
تحفہ دینے کے لئے اور اپنے گھر کے
استعمال کیلئے آج ہی خرید کریجئے
اس کی ۲۰۰۰۰۰ (بیس لاکھ) سے زائد شیشیاں ہر
سال فروخت ہوتی ہیں
صرف رشک منیر کے نام سے مانگیے
بالوں کے لئے تیل • کپڑوں کے لئے سینٹ
رشک منیر پرفیومری کمپنی ۲ نسبت روڈ لاہور

★ خوش وضع
★ پائیدار
★ آرام دہ ۔ و
★ ارزاں

Servis
سروس شوز
ہولڈ آل • سوٹ کیس • واٹر پروف کوٹ • ترپال
نیز ۔ لیدر و کینوس میں ہر قسم کی ضروریات
(تیار کردہ)
سروس (پاکستان) رجسٹرڈ
انڈسٹریل ایریا ، گلبرگ کالونی ، لاہور
تار ۔ TRAVELKIT
فون ۔ ۶۱۶۱
شوروم ۔ ڈینگا سنگھ بلڈنگ ۔ دی مال ۔ لاہور